

ایک دریا

جلد اول



تصنیف اصیبت فی فضل اعلیٰ کامل و اکمل جناب مولانا
 سید امجد علی صاحب نعمت الہدیٰ جناب فخر العالیہ

سید انصار حسین ناظر پور پشاور

مطبعہ اسلامیہ
 لاہور

وشرح حدیث الثقلین نیز وہاں خود مسئلہ کا ثبوت و اثبات دیکھا کہ مذہب شیعہ
بشرح و بسط در آن نمود این ایجاب افزوده شد و باب مطاعن و جواب آن اصول
در آن کتاب مذکور نیست و نیز در مواقع گفتار و لائل کلام می نمود و در روایات مراد
کتاب امامیه کمتر آورده و در بعضی آٹھ عشرہ آن دلائل کلامیہ را حریف نموده و بیشتر
روایات از کتب امامیہ کو شیده شد پس این کتاب را ترجمہ آن کتاب گفتن محض غیر
ترتیب آن نمی توان شد مانند آنکه موافقت را از طوابع و مسلم را از تحقیر الاصول این
صاحب مآخوذ و آنرا حالاً فرقی واضح شد و بر دو کتاب نظر تامل بکار برده شود تا
این خیال بالکلہ زایل گردد و بعد از اجابت طعن معاندان و معاندان دست متوہ
فقیر می تواند شد کہ این فقیر و علوی تصنیف این کتاب موجب افتخار خود دانست تقریر
و تحریر بنظم زبان یا زبان قلم کرده باشد معلوم است کہ این کتاب را تصنیف حائز
علاام علیہم بن شیخ قطب الدین محمد بن شیخ ابو الفیض نوشتہ ام اگر منظور و خوش
نیت این کتاب بخودی بود چرا بقدر احتیاجات ماہست غیر معروف بعمل می آورد
بلکہ حالاً ہم برگزینہ نیت این کتاب بطرف خود خوش می شوم آری اگر تصنیف فیض الفکر
و امثال این تصانیف را اگر فقیر نیت کند موجب شادمانی خاطر میگردد و غرض
منظور و این مذہب بود کہ مردم بدین این کتاب و در آن اعتقاد دست شد و
ترک نمایند الحمد للہ کہ این معنی حاصل شد و نیز اگر تامل کنند و افضن را برگز
جائے نیست زیرا کہ این کتاب اگر ترجمہ مواقع است آخر اثبات مذہب اہلسنت میکنند
و مذہب رد افضن بنیاد را بنا را چہ کارا و اگر فتنش کنند کہ گویند کہ کیمت جوایز
نوشت و این هم جواب نمی تواند شد آری بعضی اہلسنت کہ آثار ایشہرت این کتاب
نیت باین فقیر در میان نماند جواب بمن بیاں گذشت کہ فقیر و علوی این کتاب
نکند و خود نمی تواند منظور فقیر غرض ایں مضرات سلوک ایں طریق جدید بر
انکار و اولی اہلباب و طالبان را جواب بود و دیگر مذہب حاصل شد (ترجمہ)
سوال مرا حسن علی صاحب کیطرف سے کتاب صواعق موعظہ مذہب

رد افضل خداوند تعالیٰ پس کہ تالیف نصر اللہ کالی کی ملاحظہ فرمایند علی کی یا نہیں
اور بعد اسکے کہ ملاحظہ فرمایند فیض شریعی ہو تو وہ فریق کہ جو اسکی تصنیف اور تصدیق
جواب افادت آپ میں کہ نہ آٹھ عشرہ ہے کیا ہو سکتا ہے معاذہ تعالیٰ اس دیکر
خصوصاً رد افضل خداوند تعالیٰ بطریق تراخالی اور یہودہ گوئی کے ثبوت شور و شب
کرے ہیں کہ کتاب مستطاب خداوند تعالیٰ غیر ترجمہ صواعق موعظہ ہے ہر چند سوال اس
معنی سے ہم مخصوص اور خود لوگو لاطائل معلوم ہو تا ہے اور از چند بر ہی اہلباب
اور جو کوئی کہ مایہ علم سے آگاہی رکھتا ہو گا اس خبر کو محکی غرض سے مختلف جائیگا لیکن
بعض اشخاص نے اس ناگس و بیسی سائل کو بہت تنگ کیا لہذا اس امر نہ چنی کہ
موجب سمع تراشی چاہی کہ خیال کیا جو ایشہ صاحب مذہب کی طرف سے
بر وقت تصنیف خداوند تعالیٰ آٹھ عشرہ یہ کتب اہلسنت سے جو رد مذہب اہلسنت میں تالیف
ہوئی بعض تنقید کی کتابیں جمع تھیں قسم اول خاص میا و لکی اس سلسلہ یعنی
اثبات خلافت خلفائے ثلاثہ اور رد اسکی مثل فوائس رد افضل و رد افضل الروافض
و صواعق موعظہ و شرح تجرید اہلسنت کی طرف سے اور مصائب انصاب اور رد
شہادت الا عورہ و اہل النجی اور مقبذہ النجاہ شیعہ کی طرف سے قسم دوم عمومی
اون کتابوں کی ہے کہ جو مسئلہ امامت اور امامت کے شروط اور اسکے مواقع پر تفصیل
تصنیف ہوئی ہیں مثل بحث امامت شرح مقاصد و شرح موافقت و طوابع الاقوال
و رد اہلسنت کی طرف سے اور تصانیف علامہ علی اور عدلین موعظہ و رد اہلسنت
محرر کے اور مقصد شیعہ کی طرف سے تیسری قسم کی وہ کتابیں ہیں کہ جن میں
تمام مذہب شیعہ کے الیات اور معاوہ امامت اور روایت احادیث و اصول
اصول مذہب کو دیکھا ہے مثل ابطال البطل و صواعق موعظہ تالیف نصر اللہ کالی اہلسنت
کی طرف سے اور منہج الحق علامہ علی اور احقاق الحق کا ضعیف نوراً منہج ستری امامیہ
کی طرف سے یہ تین قسم کے کتب تالیف خداوند تعالیٰ کے وقت موجود و مختصر تھے و اسوقت
ترتیب صواعق بہت پس خاطر ہوئی اور ادسی ترتیب سے کلام اس کتاب میں جمع ہوا

49
58
60
70
75
80
85
90
95

اور احقاق الحق اور الباطل باطل کی بھی یہی ترتیب ہے لیکن صواقیع بہت مختصر اور خوشنظر میں معلوم ہوئی وہی ترتیب اختیار کی گئی مگر کتب تولد اور شریعت کتب واقع میں نہ تھی اور شریعت حدیث فقہیں بھی اس میں نہ تھیں اور مسئلہ انکار نبوت و انکار کلام مذہب شیعہ بہ بشرط کتاب مذکور میں نہ تھا یہ ابواب زیادہ ہوتے اور باب معاصرین اور جاب اسکا اصلاً اس کتاب میں مذکور نہ تھا اور شریعت صواقیع میں انکشاف و لامل کلامیہ پر کی گئی تھی اور روایات کتب امامیہ سے کم لائے گئے تھے غرض انشاء عشر میں اول و دلائل کلامیہ کو حذف کر کے روایات امامیہ کو زیادہ کرنے کی کوشش کی گئی پس اس کتاب کو ترجمہ صواقیع کہنا بعض ترتیب ظاہری پر نہیں ہو سکتا بلکہ اس بات کے کہ صواقیع کو طوابع سے اور مسلم کو مختصر الاصول ابن حاجب سے ناخود جائیں اب فرق دونوں کتابوں میں ظاہر ہوا دونوں کتابوں میں نظر مامل سے کام لیا جاتا ہے تاکہ یہ خیال بالکل زائل ہو جائے اور معنی جاباطن معنی ان و حامدان اور سوفت متوجہ فقیر ہو سکتی ہے کہ حجب فقیر سے دھوئے مصنفین اس کتاب کا موجب اختیار پانا یا مگر فقیر اور مکرر یا مکرر زبان سے یا زبان قلم سے کیا ہو بات معلوم ہے کہ میں نے اس کتاب کو تصنیف حافظ نظام علیہ السلام شیخ قطب الدین احمد بن شیخ ابوالعین کی لکھا ہے اگر اپنی طرف اس کتاب کی نسبت کا دعویٰ منظور ہوتا تو کیوں اس قدر غیر معروف نہ آئے اتفاقاً عمل میں لانا بلکہ اب بھی ہرگز اس کتاب کی نسبت سے اپنی طرف غرض نہیں ہوتا ہوں مگر تفسیر فرغ العزیز اور امثال ایسی تصانیف کی نسبت فقیر سے کرتے ہیں تو موجب شادمانی خاطر ہوتا ہے خوشکہ منظور ہو اس مذہب کی تھی کہ آہی دیکھنے سے اس کتاب کے سست اعتقاد ہو جائیں یا ترک مذہب کریں الحمد للہ کہ یہ مقصود حاصل ہوا اور نیز اگر مامل کریں نور و انفض کو کوئی خطہ کہنے کی نہیں ہے ایسے کہ یہ کتاب اگر ترجمہ صواقیع ہے تو آخر اثبات مذہب اہلبیت کا کرتی ہے اور رد مذہب رافضی کرتی ہے ان کو گوئی کہ کیا کام ہے کہ تحقیق کریں کہ کہنے والا کون ہے جواب لکھنا چاہیے اور یہ لکھن جواب نیچے ملے گا

ہاں بعض اہلبیت کہ اوکو بھی شہرت سے اس کتاب کی اور اسکی نسبت اس فقیر کی جانب ہوئی ہے رگ حدیث میں آئی ہے چاہئے ہیں کہ نسبت اس فقیر کی در بیان میں نہ ہے جواب اون کی بات کا گذر کہ فقیر دعوت اس کتاب کا قیس کرتا ہے اور فرمایا نہیں چاہتا غرض فقیر کی ان مقدمات سے چلنا اس راہ جدید کا تھا اور یہ اذہان صاحبان عقول اور طالبان راہ صواب کے بعد مذکورہ حال ہوا اس عبارت سے کہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ شاہ صاحب نے صواقیع کا ترجمہ کر کے اپنی ناموری حاصل کی اور غلام علیہ السلام کے طرف منسوب کر کے جو از فقیر بلا ضرورت کو مذہب اہلبیت میں ثابت کیا۔

۲ گو کتاب صواقیع مبدیہ کوئی مشہور کتاب ہوئی تو کہہ سکتے تھے کہ اسکی ترتیب پسند آئی مگر افسوس وہ کتاب تو پیٹے کسی کے خیال میں بھی نہ تھی چنانچہ مصنفین نور ہبہ صادم تبار مصنف نامری صوامر الیات حامد الاسلام وغیرہ تک گئی اس کتاب کا نام بھی کیونکہ معلوم تھا سب ہی سمجھتے تھے کہ یہ خاص شاہ صاحب کا لکھا ہے ہوا و آخر زمانہ جناب سلطان علیہ الطاب شاہ میں اس کتاب کا نقلی نسخہ دستیاب ہوا جس سے اسکی حقیقت معلوم ہوئی کہ یہ مال مسروقہ ہے نہ تحفہ مرغوب چنانچہ اس وقت سر جو کتابیں جو اب تحفہ میں شائع ہوئے تھیں ان کا مشیہ بر اصل عبارت صواقیع بھی شائع ہوئے گی۔

۳ اسی کے نسبت مرزا حسن علی صاحب جو تلامذہ شاہ ولی اللہ سے ہیں یہ سوال کرتے ہیں کہ مشیہ ماہر بہت کچھ شوق و شغف کر رہی ہیں بہر حال اب بھی یہ کتاب شائع کیا جائے بلکہ نایاب ہے کیونکہ جاب اسکا مخصوص ترجمہ ایک دوسرے نام سے شائع ہو چکا اب اسکو کون پوچھتا ہے

نشا و صاحب ہر وقت تحریر تحفہ میں قسم کے کتابوں کا وجود دیکھتے ہیں مگر خطوں کو تحفہ کے جواہر کو کچھ ہے وہ جانتے ہیں کہ شاہ صاحب کو شاید کبھی اصل کتاب کے دیکھنے کا اتفاق ہی نہیں ہوا بلکہ جو کچھ صواقیع میں پایا اور مکرر ترجمہ کر دیا چنانچہ

چنانچہ اس رسالہ میں بہت سی فقہین کی نظر سے گزری گی۔
 پھر حال تقریر راوی صاف نہ رہی ہے کہ مختار اصل میں سر قد ہے گراؤ کے ساتھ
 بات بھی بناتے جاتے ہیں کہ اس میں قلم ان باب نہ تھا ہے زیادہ کیا اگر شاہ صاحب
 کو سر قد منظور نہ تھا تو ابتدا سے کتاب میں لکھ دیتے کہ قلم ان کتاب پسند آئی اوسی
 ترتیب پر ہم بھی اسکو لکھتے ہیں تو پھر کوئی سر قد کا الزام نہ تھا۔
 بشاؤ صاحب اگر یہ پھر کسی تشبیہ کے جواب میں لکھتے تو کہہ سکتے تھے کہ
 ایک شیعہ کے جواب میں لکھا ہے جس میں انکو ہر طرح کا اختیار حاصل ہے مگر
 انہوں نے اپنے پرانی لکھنے کے لیے اس قدر دروغ گوئی سے کام لیا ہے
 کہ پناہ بچاؤ کے لیے اولاً فرماتے ہیں لیکن صوابیت متفقہ اور خوشنظر ہیں معلوم
 ہوئی وہی ترتیب اختیار کی گئی، حالانکہ جن لوگوں سے صوابیت اور حق کو سمجھ کر
 انکو بخوبی معلوم ہے کہ تعداد صفحات میں وہ مختار سے کم نہیں صوابیت جو بچنا شیخ
 باریک حکم سے لکھی ہوئی ہے، اسطر کے مسطر سے وہ مختار سے بڑھ کر ہے مگر مختار
 نسخہ مکتوبہ سے لکھا اور مختار اثنا عشر ہے جو ۳۲۰ غوال مسطر میں طبع ہوئی اسکا
 مسطر بھی ۱۱ ہے اور مختار ۱۱ پر تمام ہوئی کیا جس کتاب میں دس صفحہ زیادہ ہو
 وہ اس کتاب کے نسبت جس میں دس صفحہ کم ہے بے بیار مختار کہہ سکتا ہے؟
 اصل یہ ہے کہ شاہ صاحب جانتے تھے کہ یہ کتاب نایاب ہے جو غالباً نصف
 کے باوجود قلمی نسخہ تھا اسکو سر قد کر کے شایع کر دیا گیا کہ یہ کیا معلوم تھا کہ شیعہ
 حیدر گراؤن کے اس سر قد کو گرفتار کر لیتے جب حقیقت کی نوبت آتی تو یوں
 بات بنایا کہ وہ جانتے ہوئے کہ مرزا حسن علی کو کہاں لیسگی جو مقابلہ کر دینا کہ
 لکھا کہ یا بے بیار مختار کہ معلوم ہے کہ مرزا حسن علی کو گرفتار کر لیتے لکھا حالانکہ
 اصل و ترتیب میں کل دس صفحہ کا فرق ہے سلا
 ثانیاً باب تو لا و تبرا اور شریعت حدیث فقہین کے نسبت ارشاد ہے کہ صوابیت
 اس وقت میں خاص رسالہ العید و ملاذات و غیرہ میں لکھا کہ ابی قابل و دیگر

۴۶
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

حق حالانکہ مختار پر حدیث فقہین ہر دو سے تو لا و تبرا بھی مختلف تھا اس میں ہوتا
 مختار عن اور جواب کے نسبت دعویٰ ہے اصل و رآں کتاب مذکور نسبت حالانکہ
 ورق ۲۵۴ لغایت ۲۵۵ تک یہ بحث موجود ہے پھر نہ معلوم کیوں کر شاہ صاحب نے
 یہ دعویٰ کیا۔ وہاں مختار عن جواب ان اصلا و رآں کتاب مذکور نسبت حالانکہ
 جو کچھ شاہ صاحب نے لکھا ہے اوسی سے لکھا ہے پھر پھر اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ مرزا
 حسن علی صاحب کے ارادہ باقی رکھنے کو یہ دعویٰ کہ جواب کیوں کہ جانتے تھے کہ انہوں نے
 اصل کتاب کو نہیں دیکھی ورنہ یہ سوال ہی نہ کہہ سکتے تھے یا پھر یہاں۔
 ثالثاً شاہ صاحب صوابیت کے بے وقتی اور مختار کے وقت پر حاکم کو قلمی رآں میں
 "وقت و صوابیت اختیار و لائل کلامیہ نمودہ و روایات را از کتاب میر کثر آورده و در مختار
 اثنا عشر یہ آن لائل کلامیہ با حروف تہود و زکریا روایات از کتب امامیہ کو شیعہ شکر
 حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب نے شاید دس بیس کتاب بھی شیعوں کی نہ دیکھی ہو
 جو پھر غیب و بے یمن سے لکھا یا اوسی طرح لکھا یا حروف تہود و زکریا کو خط ہوا کہ
 مختار روایات شیعہ میں انہوں نے کوشش کیا۔
 صوابیت کا بی کے نسبت قاضی ثار اللہ صاحب پانی پتی سے ضعف مسئلوں میں
 لکھتے ہیں صوابیت و طبع احمدی ولی شکر اللہ۔
 حرم میں باب شیعہ رو شیعہ عالم اجل و عارف اکمل فرید الدین و دیگر اصحاب و انصار
 ضمیر الدین و غیرہ شیعہ و اہل نظر و قدر بخشی المذنی اصلا و الکاملی و طائفت و غیرہ
 در غالب حسن و جلال و براعت و کمال و آن بزرگ کتب و روایات و تفہیم حدیث
 و عقائد و فقہ و تاریخ و بیانات و مختار و نمودہ و حروف تہود و زکریا و اکثر اول و دوم
 نمود و جست و ابطل و تہذیب و نظم و اشعار و کتب معتبرہ و روایات و تفہیم حدیث و
 است این فقیر غیر حکم خود و اطلاع حق میں کا سبب بالکل و نقصان روایات کتب و تفہیم
 را از آن کتاب اخذ نموده و المستند بہ و العتدہ و السداد و قاضی صاحب نے شاہ
 فرماتے ہیں کہ خواجہ نصر اللہ کمالی نے کتاب صوابیت میں غرضت کتب شیعہ سے

۴۹
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲

ما شہد بر حق و عذاب علیہا لا یجوز ثبوت کلامہ لہ آسان کے باب سے
حقیقت لیا وہی معتدات علیہم و ہذا۔ اس کی سب سے پہلی اور اس میں سے
قد طالعوا لہم علیہا و تخیل علیہا۔ اگر کوئی ہے اس کے سب سے پہلے
عصیہ تاسیہا۔

یہ عبارت ان کو بتاتی ہے کہ جو رسالہ دو تین جز کا تھا اس میں یہ اس قدر کذب و
افترائے کام لیا گیا جس سے علماء و اہل علم شرمندہ ہو رہے ہیں تو جو کتاب اس سے زیادہ
شریعہ و مطبوعہ لکھی گئی ہو اس میں کیا کچھ نہ کذب و افتر کیا گیا ہو گا مگر اس میں اب
کوئی دالہ اہل علم نہیں رہا جو اس طرح کے صاف گوئی سے کام لیتا جس طرح کہ فرماؤ
سے حسن شد و طبع کے کذب و افتر کو افشاں کیا کہ دو تین جز کے رسالہ میں ایسے
استدلال فرمایا کہ خود علماء و اہل علم کو شرمایا پڑا۔

حق یہ کہ جو حق کا مقابلہ بیک کذب و افتر ممکن نہیں ہے جتنے بھی حق کا مقابلہ کیا ہے
اس کے اسی نتیجہ سے کام لیا گیا کہ اس کے بغیر چہ کار نہ تھا۔

ہاں شاہ صاحب کا یہ کہ اس جہاں متناہیں ثابت معنی خیر ہے۔ ہمارے بعض
اہل علم کہ آئندہ بشارت میں کتاب نسبت میں بغیر حق حدیث و شوق وہ بیخود کہ
نسبت میں بغیر و میان کا اند جو اب حق ایشان گذشت کہ بغیر و عسے اس کی نیکند
و غیر خود و عوامہ، جس سے معلوم ہوا کہ خود حضرات علماء اہل علم سے بھی اس کو شرمایا
اور شاہ صاحب پر صرف کا الزام دیا ہے مگر شاہ صاحب اس کو اپنے حسن و فیض پر عمل
کر رہے ہیں حالانکہ یہ حق ہی نسبت ہے کیونکہ یہ بھی کا انکار ہو کہ ان میں ایسا ہی جو وہ کہ
کا مقابلہ کرے اور اس کا اعتراف نہ کرے کہ یہ مقرب۔

۱۲ اختلاف خلعت میں یوں واقع ہوئی ہے کہ اگر دس دی نقدی خدایت کو
کسی امر باطل پر اتفاق بھی کر لیتے ہیں تو کوئی نہ کوئی حق پسند بھی ضرور ایسا کتاب
جو حق کا اقرار کرتا ہے اسی فیصل سے اس کو بھنا پیا ہے کہ اگر سوچیں شاہ صاحب
کے دامن تردید میں سے خود چارے گھر حق بھی کھڑے نہ ہو سکتا نہ یہ سنی جو وہ

جب خود عقل کے اہل علم میں ایسا حد ہو گا تو پھر دوسروں کی کیا نکتہ پر
اس کتاب کا اس زمانہ میں آئیے حال میں تصنیف ہونا ایک خاص معجزہ جناب
رسالت پر اہل علم اور جس سے ایک ایسا فرخندہ سپہ آؤ ہو اور اس خوبی کو اب
وہ کہ آج تک دنیا و گاہ ہے کہ وہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمانہ میں یہ کتاب تصنیف
ہوئی اور انہوں نے دیکھا مگر حق کا کیا جواب دے سکتے تھے شاہ صاحب نے جو اس کتاب
کے علمی کار خیز حکیم شریف فاضل صاحب کو لکھا تھا وہ آج تک کتاب رجل میں درج ہے
قد سمعت ان الفاضل الکامل المدقق الحقیق مؤثر احمول سلیم اللہ
قد کتب علی وجہ الہی و ما سمعت علی الخلفۃ الامتاع شریف ان حضرت
طلبہ و قومانہ و مطابعہ و علمائکم قائمہ علی اصول الحق و انک علیہ
۱۲ اس رقم سے خود جناب علامہ دہلوی کی حالات قدر بھی معلوم ہوتی ہے کہ شاہ
صاحب فاضل کامل مدقق بخیر کا خطاب دے دیں ہیں حالانکہ علامہ مدعو حکیم شریف
فاضل صاحب کے شاگرد ہیں مگر اس حالت میں بھی ان کی تحقیقات کا یہ درجہ تھا کہ شاہ
صاحب سے محض کا خطاب دلوایا

۲ اس کتاب کا جو اب بھلا دینے کی ممکن تھا جو گنت کو گنت حق جو کہ حکم ملک
و افتخار ہو سکا ہر دامن کے شاگرد رشید رشید الدین صاحب نے جلالت سے
ارشاد انگلیں کا خطاب دیا ہے جلد تم ترہ کے چند ہزار تو بہر مسئلہ طاعت تحریر و حق
بین الصلوٰۃ کے شوق کو لکھا تھا صاحب اب علامہ سے بڑے خط دیا اس خط کے
جو اب میں رشید الدین نے ایک رسالہ لکھا جو کہ اس طرف الرشید الدین میں جو
مخبر علامہ سے تو اس کا جواب نہیں دیا کیونکہ محض خفیہ اوقات بھلا مگر صاحب حکیم
بقرطمان مرحوم نے اس کا جواب تحریر فرمایا کہ کا نام معین الدین صاحب ہے اور علمی
منازک کا بارے میں موجود ہے۔

جناب علامہ دہلوی نے اس کتاب کا نام ترجمہ لکھا ہے کہ جس سے
اس کی حق ہے اس تصنیف کے وہاں میں درودیت میں تصنیف فرمائی

۴۹
۵۸
۶۱
۶۳
۶۵
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲

تاریخ معدن جنبہ اول الکمال والافاق حتی باختلاف الرجال اهل اقطار جبکہ حوالہ علی علیہ
چہارم میں دیا گیا ہے اطلاق انقال فی ترجمہ احوال الرجال کی تفصیلی فہرست خیمہ انسا
رک ورج ہے۔

مگر افسوس و بجز تفسیرات عشرہ و کتابیں آپ کی شایع نہ ہوئیں جسکی وجہ بڑے کے
کیا ہو سکتی ہے کہ نہاد تجدید شناسی پر مرحوم کے اولاد و اصحاب سے کوئی ایسا شخص جو ان
مسودات کی حفاظت کرنا بعض جنس مسودات کہو نہ خاصہ میں یہ میں ابتدا و کچا جاتا
جس سے کمال تحریر علی ظاہر ہے مگر ہمارے کون ہے جو ان کو اس پر نظر و کورب کرے کیونکہ
تصنیف کا فائدہ مصنف کیساتھ ہو جانا والا ما شاء اللہ

مسند فیہ است میں کہتے کہ بادشاہ کے مقررہ ہونے ایک شخص نامی تھا جو مجددات
نزدیک کو بچھڑ کر بیچ رہتا تھا یا کرنا کر لیتا تھا۔ اقتدار و سار مذہب شیعہ جو اس
زمانہ میں تھے قیام پوریا سے کہ ظاہر نظر آتا ہے پچھلے انداز اس سے تہا رض کر کے
بادشاہ کو ملتا کہ ہمارے وطن کیلئے کسی طبیب کو بھیجیں بادشاہ نے کسی طبیب کو بھیجا
چند روز بعد اسے کما اس طبیب سے کام نہیں لیتا جب تک جناب سلطان اہل
کلمہ الاعلیٰ علامہ زبان وحید و زمان حکیم مرزا محمد صاحب تشریف لاکر علاج نہ کر سیکر حاضر
شکل ہے اس وقت پر بادشاہ نے جناب علامہ و بلوی کو جاننا سکھایا ہر چیز جناب صاحب
سے سند منگی کر سمجھ نہ ہوا وقت سفر جناب صاحب سے کہدیا یہ سفر میرا آخری ہے
اسید نہیں کہ سلامت آئے نصیب ہو دیکھو کہ اس صبر کے ثمر باطنی سے آپ بخوبی
واقف تھے ہرچہ کہ ایسا ہی ہوا کہ زہر بکرا دے شہید کیا جیسا کہ جناب امام حسن کو
اور مالک اشتر کو زہر دیکر شہید کیا۔ دینی میں اگر مقام پر تشریف دین پورے جسکے
ذہنیت مشورہ کہ جناب امیر سید نے کا وہاں نشان ہے جو قطعہ قبر شریف پر کن ہے
اور کلا ری مصرع یہ ہے من در نبوش مگر تہو و محمل جس سے شہداء علی

سے رحمۃ اللہ
مردمیں وہی اس قبر تبرک کے شرف سے عورت کب خبر ہے مگر جناب صدہ الحقیقین

مردان امیرنا حسین صاحب و است برکات کے تشریف فرما ہی سے جو بجز شہادت و
قائمہ خدائی چند مرتبہ تشریف لگے کچھ مومنین نے اور جو بک سے جس کے وہ مقام تبرک
اب عام نہایت کار و بار رکھتا ہے۔

۱ اصل مختصر بار بار میں لکھا گیا علامہ دہلوی باب ۱۱ اب یہ باب ۱۱
میں لکھ کر فرمایا۔

اور نہ معلوم کتنی بعد میں عرب ہوئی تھیں جو یہ باب میں عرب پہنچا یا نہ پہنچیں تھیں
جو اب نہایت تحقیقات میں عجیب و غریب ہیں

اس جلد اول میں تختہ کے باب اول نمبر ۱۱ ہے جو اس مقام صاحب مکتا رحمت کیا تھا
کہ مذہب شیعہ ایسا کروہ عبدالمعزین سائیور ہے ای جلد و ترجمہ شایع کیا جاتا ہے
اور نہ اسے چاہا تو بقیہ جلد و کتابی ایسی سر نہ کرنا چاہتا تھا۔

اس باب اول کے تختہ کے جواب میں کتاب مسند فیہ است جناب علامہ محمد علی صاحب
مرحوم بھی ایک لکھا جواب کتاب ہے جو ہمارے گائی جناب امیرنا حسین صاحب مرحوم میں
کچھ وضو مارن معقول کی گئی ہے جبکہ ایک جناب ابکر نے نسخہ منظر مذہب کتب خانہ
دلیوان ناظر علی صاحب مرحوم میں موجود ہے مگر اس مرحوم کے اصحاب کوئی رسالہ
جو اس کتاب سے چھپا تھا اور ہر دارین حاصل کرتا تھا کہ پانچ ہزار روپے
چھوڑنے میں مسجد امام بارہ کجیہ لکھنؤ آیا دے اور ہر سال ہزاروں روپے خیر و سکین
دارین صادرین کو دے کہ اگر سیکر تو قیام نہیں ہوئی کہ اس کتاب سے یہ حق اصرار
کو چھوڑنے ہو ایک حمد و یاد کہ جناب دیوان صاحب مرحوم نے کی کہ اس سے حق علوم
ہونا دیوان صاحب مرحوم کو کس قدر مذہب کا خیال تھا خدا اوندے اور دیکر اسکی توفیق
عطا کرے کہ اس کتاب کو چھپا دے اہلین حالہ کا قتل خدا سے دولت شرف میں اس کے
یہ مافیہ و مافیہ پوری ہے۔

جدلی اول سے قوم کہ پانی کتا ہونے شاعت سے سمجھ کر دیکر ہر قوم میں ہی وہ
اتحاد و حشر دہو اور قوم کے حق نظر اوکار دیکھتے اور غور دیکر اسے علم نہ ہوا۔

49
58
71
73
75
77
79
81
83
85
87
89
91
93
95
97
99

وہ جویش ہو جاوے ہست میں ہے تو ان وہ سب کتابیں قوم کو نہ تھیں ہوتیں۔

باب ۱۰ مختصر بیان مکاتیب شیعہ میں اس باب کا جواب نہیں نہیں تھا مگر جناب علامہ
مفتی محمد طیف صاحب مرحوم نے قلوب الکاظمین میں اس کا جواب دیا کہ قابل دید ہے۔
یہ کتاب فارسی میں ہے اور جو کہ مستند ہے اور اس میں ہر مقام پر عربی میں بھی کافہ کافہ
نیز ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اپنی تفسیر ہے۔ اگر قوم ادھر موجود ہو تو یہ کتاب دوبارہ چھپ سکتی
ہے ورنہ اشارہ اشد اور مکاتیب عربی اب بھی اس میں داخلہ میں ملاحظہ کر لیتے۔

باب ۱۱ مختصر میں ذکر اساتذہ شیعہ ہے اس کا جواب تو خدا آنا اعلیٰ یہ مجدد میں
شایع ہو گیا ہے مگر افسوس وہ نسخہ بھی کیا ہے ورنہ کئی جناب حدائق تحقیق مولانا اسید
ناظرین صاحب مع المسلمین موجود ہیں موجود ہے۔

باب ۱۲ جہاد و مختصر اقسام اخبار شیعہ اصحاب جلال و اہل بیت علیہ السلام کا جواب جلد چہارم میں
آیتا عشر میں مذکور ہے چنانچہ بھی گیا ہو اگرچہ وہ بھی ناموجود ہے۔

اس کتاب سے علامہ مرحوم کے عقائد علم کا اور بھی پتہ چلتا ہے کہ ضلع کیسی
نیات علی عطا فرمائی تھی کہ کوئی باب الامت کو مطالعین میں صدائے امت میں ملت سے آگے نہ
ہوئی یہی اول میں کچھ ذکر کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے بھلا اس بحث کو کچھ چارنگ
جانتے ہیں یہی کتاب ہے جو اس جامعیت اور عقیدت کو رکھتی تھی۔

باب ۱۳ مختصر ہے ذکر انبیاء شیعہ میں ہے اس کا جواب بھی مکمل نہ رہا آیتا عشرہ تعلیم
میں شاید ہو گیا ہے اس سلسلہ سے اور بھی یقین ہوتا ہے کہ باب دوم تک کا جواب بھی علامہ
سے ضرور لکھا ہو گا اگرچہ نہ ہو۔

اس باب مختصر کے جواب میں جناب غفرانہ اب مولانا سید ولد علی صاحب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
صدور انبیاء تحریر فرمایا جو اسی زمانہ میں چھپ گیا۔

باب ۱۴ مختصر حضرت کے متعلق ہے جس کا جواب جناب غفرانہ اب مولانا سید ولد علی صاحب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
میں تحریر فرمایا اس باب کا جواب نہیں نہیں من۔

باب ۱۵ مختصر الامت کے متعلق ہے اس کا جواب جناب غفرانہ اب مولانا سید ولد علی صاحب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا تمام بچہ جناب غفرانہ اب مولانا سید ولد علی صاحب اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور جناب سلطان العلماء رحمۃ اللہ علیہ
یہ ایک موقع اور شاید کئی کچھ اس صاحب علی الرحمۃ سے کچھ عجز و تحقیر فرمایا اور کہیں جناب
موبات الادارے تو تیس جلد میں اس کا ایسا سا ذکر کر قیامت تک ابست ہو اس کا جواب
نہیں ہو سکا مگر افسوس کہ ہنوز یہ کتاب تمام ہو جاوے تو شاید اس وقت اس میں کچھ ترمیم و تالیف
اور کئی تبدیلیاں ہو جاتی خداوند عالم جل جلالہ اس کے لئے کرے کہ یہ کتاب مکمل شیعہ ہو سکے اللہ اعلم
یہاں تک کہ امور معاہدہ کے متعلق جو کچھ جواب جناب غفرانہ اب مولانا سید ولد علی صاحب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
فرمایا ہے۔

باب ۱۶ تمام مسائل غریب میں شاہ صاحب کی تھا جس کا جواب نہ ہو جلد نہ میں دیکھا یہ کچھ بھی
صاحب بھی ہو۔

باب ۱۷ ہم مطالعین غفرانہ میں جو کچھ جواب کتاب شیعہ المطالعین میں اس شعر سے دیکھا ہے
موجود ہے کہ تیس جلد میں ہو کر اس کی کتاب بھی گئی۔

اس باب میں کچھ اہل صلح جناب سلطان العلماء صاحب کثرت فکر میں اور باقی ضمیمہ خاص کثرت
مفتیوں قابل و مرزوں کا جواب شیعہ الدین خاں نے شرکت غریب میں لکھا اور اس کا جواب نہ ہو جلد نہ
میں دیکھا ہو ورنہ وہیں ہے۔

باب ۱۸ یا تو ہم غرض اس غریب شیعہ میں جو کچھ جواب غفرانہ اب مولانا سید ولد علی صاحب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
صاحب الامام میں تحریر فرمایا۔

باب ۱۹ و از دہم تو لا تہیں جو کچھ جواب جناب غفرانہ اب مولانا سید ولد علی صاحب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
تحریر فرمایا جناب اہل اللہ حسن الخیر۔

یہ ایک مختصر نمونہ ابواب تک اور اس کے جواب کی جو کہ اس زمانہ میں شیعہ کتابیں نمایاں تھیں
چھپنے کا ذکر ہو سکتا تھا اس طرح علامہ اس کے جواب کی جو کہ اس زمانہ میں شیعہ کتابیں نمایاں تھیں
خاروں کتابیں مصر بیروت قسطنطنیہ سے چھپ کر انیس سال طبع و نشر کے بعد فرادان ہو گیا
کی تصنیف بھی نہیں ہوئی تھی ورنہ اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ اب اس کے علم کے تخمینے کی
خط الرحال ہے۔

۴۲
۵۵
۱۹
۲۱
۱۵
۳۹
۵۰
۳۱
۵۴

اسی رسالہ سے ظاہر ہوگا اور اصول سے انکار قرآن تو صاحب کا خاصہ علم ہی ہے چنانچہ اس کو
 اللہ مالک علم و فضل (یعنی امیر المؤمنین) سے کیا نسبت ہے؟
 اور جو اہل ان جہتیں ہیں اور میں کہتا ہوں کہ اگرچہ طریقہ کو ختم پر او نہیں لگتے
 استدلال ان کے کیا کردہ شیعہ ہیں علمائے مین جو سب کو ان صاحب ہی اندر کر لیا ہے چنانچہ شاہ کا
 غواہی کہ خود ختم تو بجز حق ہی نہ کیا تو قول یہ بیان کہ منہ ختم لایعنی تو جوں نہ
 گرد و نرم اولاً منہ ختمے خودش لازم کن لیکن پھر بھی وہ تمام اہل ان شاہ صاحب کے
 جہالت و کم استعدادی ہی پر انکس و اللہ اس انیس ہی شخص نہ تو عیا تو کو کچھ رکھا ہی اور نہ
 معالی کو اد کے کچھ نہیں ان کا کیا ہی بلکہ نام نہاد کذب و افتراء کو کام لیا ہے پر چاہے اسکی تعلی بھی
 بہت جلد کھولی جاتی ہے شاہ المشر

اگر آپ ان تمام امور سے روزگار کر کے دیکھتے تو ان صاحب کے کہ وہ فریب میں ایک مزید لطیفہ
 پائے گا کہ یہ لوگ میں مقام پر گرا کر کوئی موقع میں پاتے ہیں یا خود اپنی کتب معتبرہ و حقیرہ
 یوں ہیں تو نہیں اور صاحب عباد کو جو ہے خود اپنے ہی کتب معتبرہ کو مایہ اعتبار کو فروخت
 طے اپنے فقیر فقیری فقیر اپنی عشرت فروشیوں کی منافع بخاری منافع ابن مقاری
 شافعی و غیرہ مہربانی کہ ہوں کو صاحب ان کے کہ تو بیاہ اور ان کے مضیق پر یہ الزام لگا کر
 کہ روایت کرتے ہیں انھوں نے سامع و سائل کیا ہی یعنی کہ فضل ابن روزبہاں جیسے عالم
 تاریخ و خطری جیسی کتاب سے انکار کر دیا ہے اور انکار ہی نہیں بلکہ اس کے مصنف کو تشیع کی انتہا بھی
 متم کر دیا ہے علیٰ ہذا اکثرت یہ اصلیت صحیحہ کو موضوعہ کہ کر لیا ہے اور اس معاملہ میں اس قدر
 سارا خدا و خدا جاننے نکل گیا ہے جسکی کوئی حد نہ ہے یہی خلاصہ ہوا ان کا لاف
 ستر چمکتا ہے کہ اکثر مقامات پر خود قرآن مجید کو جو تمام اہل اسلام میں ہر جہت سے علو اور توفیق قرار
 دیا اور ان ایک سے استدلال کیا ہے جو کہ روایت شافعیہ میں ہر جہت سے علو اور صحیح بخاری سے بھی دست بردار
 کیا ہے چنانچہ کتب معتبرہ میں صحیح مسلم کو صحیح ترین اہل سنت قرار دیا اور صحیح بخاری و صحیح مسلم
 و دونوں اس موقع پر غلط قرار دیا کہ عجیب اندیشہ ہے بظاہر یہ دعوت ابوبکر کی ہے کہ اس کا کہ
 صحیح بخاری و صحیح مسلم ہیں چہ بہین بعد وقت جناب مسعودی کا مرقم ہی مگر شیخ عبدالحق نے

عاقبت ہفتہ میں لکھا کہ حضرت خادسی روز بیت کیا ہی روایت اہل سنت کو یہی معتبر بھی لکھی
 ملا سے فرماتے ہیں۔

خاندان نبویہ کے بعض عالم علمائے سنی اپنے بعض فاضلین میں کہ جناب سید رضی جینی رسالہ
 کیلئے اپنے کلمات و جملات نام لکھا اور حضرت حق بطریق اقل لکھا ہے کہ کتب معتبرہ احباب سے مراد
 تو تاریخ معتبرہ میں جس سے سب بہت انداز میں بوجہ ان کو کوئی شخص ان کی طرف تو کہ کر کے ان زیادہ
 کے نقل اور اس حد کے وقایع کو نظر میں رکھ کر لکھتا ہے حضرت ابن حق کو کھٹا کھٹے روز روشن
 کی طرح دیکھ لے سکتا ہے اور کچھ جاسنا ہے کہ اس طبع سازی و حکاری سے اصالت کو کو دور کر
 اور اس معاملہ میں کہ حضرت ابن یوشی کی ہی ہوا اس کے میں کوئی دوسری ہی ہے یہ تو جی میں جو کہ
 تہا علمائے سنی عالم کو بھی طے ہو گیا کہ کتب تاریخ کے اعتبار پر قاضی عیاض کا کتب تاریخی
 اور اعتبار سے گروہ ہے اور کتب منادی کو راہ و حدیث کے اکثر روایات نقل کتب احادیث
 مرفوع ہیں اور روایت ہی مقبول کر لیں بھی ان لوگوں نے اس کے مطلق و مصنف کے احوال میں
 توجہ کر کے اور دوسرے دوسرے شہادت کے حکم اور کو نظر اعتبار سے گرا دیا ہے جیسا کہ دفتر قریہ
 اسی ہی کتاب میں معلوم ہو میں اور جو باقی رہا وہ یہ کہ اسے ایسے ایسے فرقے قد فاسد کیا
 ہیں جس سے وہ خود کو ظاہر کیلئے بالکل غیر معتبر شہرہ ہو کر رہ گئی ہے چنانچہ

حکایت مناسب مقام معاہدہ افادہ و بدوائی کہ علیٰ ایستہ ہی تو اپنے کتب التوقی
 میں لکھتے ہیں جو مشہور تاریخ یہ لاف ہے احوال معاہدہ اتر سلطان پوری میں لکھتے ہیں کہ وہ تمام
 انصار سے حق اور آباد و ان کے سلطان پور میں مقیم تھے محول مل لڑان سے تھکا اور کچھ نہ ہوگا
 خصوصاً حریت و اصول فقہ و تاریخ میں مسلمان قیادت میں مختار تھے نہ مسلمان لایا نہ شامل جی
 ان کی یاد رکھ کر جاؤں بادشاہ سے خد جم الملکی کو شیخ الاسلام کا خطاب ملا تھا نہایت سخت مصیبت
 نے ایک مہر میں اسے خستہ میں کیا دیکھ کہ وقتہ الا جباب و قمر ثا ان کی سائے لکھا ہے ہر اور
 کہتے ہیں کہ کچھ مقتدیات ولایت سے دین میں کیا کیا قزایاں کی گئی تھیں اس شعر کو دیکھ یا یہ
 شہر میں بود کو حق دلی او کہ کو نہ شک و دھڑالی او اس شعر کو دیکھتے اور کہیں کہ کچھ انصافیت
 لکھا کہ جو کچھ جو محول کے صاحب پر ہوئی یا یہ لاف ہے کہ اس کتاب کو شیخ کے سلسلہ جلا میں

حققتہ سچا اور نہ کہ اس سے پہلے جو کہ شیعوں کی متبرکاتی تہذیب و عقل پر اس میں ذرا کجاش افتراء
مبتنان کی نہیں ہو سکتی کہ وہ کتابوں کی مشورہ سے کتابوں سے ہی دیکھو والے کو جابجاء کہ یہ بھی کہے
انفس و اس کو مطابق کہے اور اس کو نہ دے کہ اگر کجاش عقل کی ظاہر ہو تو عقل کی کجاش نہ ہو سکتا
وہ انتہتہ اگر اسوہ خاریج سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو جو حدیثی مذاہب و جمہول و دونوں
پر دنیا کمال رکھتی ہو یا خصوصاً دین محض کی بیان کردہ جو ہر جو کتب و افتراء و جہول کی تہذیب متعم
پر کیونکہ اس صورت میں دین خیر کے جوہر پر دنیا کمال کو ہی چھوڑ دینا کمال اس لئے کہ یہ
کہہ جائے اس خیر میں افتراء و مبتنان کے احتمال پیدا کر کے کجاش متبرکاتی تہذیب و عقل سے بدیل ہو
اور اب میں خوف و خطر محض خدا سے فکر کرید اور اس جگہ فاسق جنبہ آفتابینا اگر محض فاسق
متعمد اس میں کہ کوئی خیر بیان کرے تو ملکوں اور خیر خواہی طرح بدوہ و حقیقت اس کو بدوہ
قبول کر کے لے لی اصل امر بطرف جمع کر کتابوں اور اولیاء تمام عبادت اور ولایت نقل کردہ
غیر عقل کے اس ناموسی کے خلاف غیور ہو کر کھلتا ہوں انشاء اللہ المستعان

[illegible]

ان بارہ بابوں میں کتاب تمام ہوئی پھر اگلے حصہ کتاب پر اس کے حق میں وعافہ کیے گئے۔
 حصہ تیسری خزانہ قبل سلطانہ اپنے فضل و کرم اور ان بزرگواروں کی اذات عالی کی بلکہ خود کے
 اس میں بزرگوں اس کے قبول کرے وہ اللہ تعالیٰ سے سبیل الرشاد و التعلیم لائق السامع
 رد و مقصود اس شخص نے اپنی اس حکم و دعویٰ پر دلیل میں اتنا دیا کہ جس کی طاقت صاحب اس شخص
 اتنا بھی خبر نہ کیا ہو کہ اتنا جتنا دیا تھا فریقین کے درمیان فیصلہ ثابت ہو جو میں جسکی
 تاویل میں اختلاف مذہب کیلئے ضرور عالم کے حوالہ کر دینا کہ جو کچھ یہ والا جھگڑا اور شک
 اختلاف و مشاجرے سے منہ کش کا جائز ہو جانا اور اس کے اسکا اعلیٰ بیان یہ ہے کہ اپنے مقام شایان
 میں جہاں کہ اجازت میں بھی کثرت خود شبلی ہی میں جو شکیات تمام مذکور نسخ و نسخہ و
 خلاص و نام حکم و مشایخ حکم (۱) انہوں میں کے اس میں میں ان میں کو کتب و جیسے بعض پر
 شخص جو وقت کو اچھی طرح جانتا ہے وہ وقت جو کہ (۲) یا شیخ نے دیکھا وہ کسی فرد خاص کو
 مخصوص نہ کر دیا وہ خود انہوں میں سے شیخ جو میں میں (۳) اس کا کلام سن کر یہ دیکھا کہ اس کا
 اور فرمایا کہ خود خدا پر جس سے قصد کیا ابھی طرح ظاہر ہو سکے اور شاعرانہ فکر کو کسی قسم کا تلبہ
 و شک باقی نہ رہے۔

[illegible]

[illegible][illegible]

فیصیب بہا من یشام دھم یجاءون فی اللہ وجہ تلبیہ لجمال کہ تلبیہ لجمال کو
 جبرائیل پر ہوا جو پڑھا ہے بلکہ خدا جانتا ہے اور وہ خدا کے پاس سے مجاہد کرتے ہیں جانا کہ وہ
 شدید لجمال ہے تو یہ حالت اس زمانہ کی ہے کہ کیا آپ زندہ ہو اور اپنی اپنی شہادت و قوت
 و قدرت و محنت دینی پرستے گزشتہ انھیں اس طرح جبر و قریب کرتے تھے کہ میں تو
 اسلحہ کا دم بھرنے اور غنا کو دل میں چھپا کر رکھتا ہوں
 یہ اتفاق اور کما ہر وقت ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کی حرکات و سکنات ہر وقت
 کیسے دیر اور کتنی بات پر کیا قراض کر لیا کرتے تھے تو یہ آخر احوال و طریقہ تھے
 جس سے آئندہ ہرگز بہت سی شہادت پیدا ہوئے مثل اسی محبت کو جو اہل معرفت سے
 ملتا ہے ہیں۔

یہ ہے وہ اختلافات جو حضرت کا حال مرض میں یا بعد وفات کی بعض حالتوں میں پیدا
 ہوتے تھے مثلاً اختلافات اجتماعی و دھیرہ معلوم وہ اختلافات کیوں نہ ہوں مگر قرآن پر
 جو حضرت کو حال صحت میں ہوا تھا انا لاکون اختلافات کو وہ آپ دفع کر سکتے تھے۔
 بخدا و ان اختلافات کی جو زمانہ مرض میں پیدا ہوئے کہ حضرت نے بعد مرض صحت اوس کو
 رفع بھی نہ کر سکے تھے، جیسا کہ کیا جو شخص اس کی انکار کرے شرع و ادا و شریع
 دین تھا و اگر پھر اگر کوئی حد نہیں لگا سکتا اس کی تاویل و مناہی و تحقیق سابقین
 کے اقوال میں بھی ممکن ہے نہ

مگر یہ پورا نزاع جواب کی بنا پر مرض میں ہوا وہ جو بلکہ چار تھے جن میں سے ایک یوں
 عباس سے کہ جب حضرت کا وہ مرض شدید ہوا جس میں حضرت نے وفات پائی اور وہاں
 حروف کا غلط لکھا کہ ہم تمہاری کتب کی کتاب کثیرہ جس کے بعد ہم گمراہ ہوئے کہ
 رسول اللہ پر وہ کتاب تھی کہ ابھی تک کوئی فی اور نقل زیادہ ہوا تو حضرت نے فرمایا
 ہمارے پاس جو کتب تھیں ان میں سے ایک کتاب تھی جس میں حضرت ابی عباس اچھے نصیب
 تھے بلکہ حضرت یہ بھی کہ غافل ہوئے درمیان ہمارے اور کتاب رسولی نہ تو دینی حضرت
 کے حرمت نامہ کو نہ لکھتے تھے۔

دوسرا اختلاف جو حضرت کو زمانہ مرض میں ہوا ہے کہ حضرت نے فرمایا تاریخ کی شہادتوں
 کی ضد کی نسبت جو جو اس لشکر کے پیچھے چلائے، تو ایک گروہ سے تھا ہے کہ
 حضرت کے کئی اہل مال و مال ہے اور مالہ مدینہ تو باہر ہو سکتے ہیں اور ایک گروہ کہ حضرت
 کا مرض بڑھ گیا اور باریک دوز کو کتاب معارف میں جو نسخہ نام کو حضرت نے چھاپا ہے کہ
 دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

ہے ان دونوں اختلافات کو اسلئے ذکر کیا ہے کہ میں نے مخالفین ان دونوں نزاع کو
 اہل امور میں تھا کہ ان میں دین میں مشرب حالہ کہ ایسا ہی ہے اگرچہ عرض سب کی
 اقامت مرام شرعی ہے یہ حالت میں کہ دونوں میں نزاع پیدا ہو چکا تھا اور دونوں
 تارخہ تھے تھا جو ہر فرقہ و ملت وقت غلبہ ہو کر اس کا مطلب یہ ہے کہ سوال مدت کا ہو کر
 تاخیر ہو گیا ہے یا مراد از تارخہ اہل حق و باطل کی ہے۔

تیسرا اختلافات جو حضرت کو موت میں ہوا کہ میں نے کہا جو شخص کیسے کہ محمد و انتقال کیا
 اسکو میں نے تو اس کے قتل کر دیا تو آسمان پر اڑ گیا ہے کہ جیسا کہ حضرت صلی بن حرم
 اور کھلے گئے اور اس کو کہہ کر کہ جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا تو مجھ کو کہہ دے تو اس کا کیا
 اور جو شخص ہذا کو محمد کی عبادت کرتا تھا وہ مجھ سے کہ خداوندی جو نہ مر گیا اس کے بدلے
 آپ کی تلاوت کی دعا ہے کہ اوصول اپنی ہر صلہ تو رسول اللہ صلی بن حرم سے ہے
 کیا اگر ہر جس یا قتل ہو جائیں تو ملک ہر مرد و عورت سب ان کو کا قول مان لیا اور
 ہر کسے تھے کہ یہ ہر ایک کے ملک کے ملک اس کو سنا ہے جو تھا ہر حسب کتاب اللہ کی کیا
 جیسا کہ یہ دعویٰ آپ بھی معلوم نہ تھا

جو تھا اختلافات حضرت کو دفن میں ہوا کہ ہاجرین اہل مکہ یا ایک ایک ہو جائیں
 جس آپ کی ولادت ہوئی تھی اور جس آپ کو اہل وہیل پہنچے اہل مدینہ زمانہ پاکر
 حضرت کو میں مدینہ میں دفن کریں کہ نہ تھا ہاجرین اور مدینہ تھے ایک گروہ کہ
 اہل مدینہ یا شاہد مدینہ میں جو قلعہ ہر سلاطین تھے کہ حضرت کو بیت المقدس اسلئے
 لے کر آئے کہ وہ دفن انبیاء اور میں نے سنا ہے کہ مرگ ہوئی کہ اس کا طوطا و اہل بیت

غزوہ ہند کی ہی وجہ سے تھے کہ حضرت یوسفؑ نے کہا اگر آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں
تو میرے اہل بیت کے سوا کسی اور میں نبوت ہوتی ہے اور حضرت نے بھی اس کی تائید
کری تھی (ماہنامہ سید محمد رسول خدا ص ۱۸)

اس کے بعد بیٹے اتفاق کیا کہ حضرت کو مدینہ ہی میں فتنہ کریں کیونکہ حضرت کو مدینہ
میں ہی پیدا ہوا تھا اور مدینہ ہی میں ہی نبوت ہوا تھا۔

اختلاف خامس دربار امامت ہے اور یہ سب سے بڑا اختلاف ہے جو بین
امت کو کھینچتا ہے اور کسی قاعدہ دینیہ پر اس قدر توجہ دیا نہیں جتنا اس امر پر

ہو چکی ہے کہ امامت اس کے بعد کون سے اہل بیت میں ہوگی اور کون سے اہل بیت میں
اس پر اختلاف ہے امامت کے حق میں ایک ایسے شخص کے ہونے کی ضرورت ہے جو اس کے

میراث میں ہو اور امامت انصاری برگر اور کورنٹ کے خلاف اس کے بعد اس طرح کہ وہ
دو اہل بیت میں سے ہو اور یہی ہے جو جو فرقہ پرستان ہے کہ جو اپنے دل میں ایک طرف

نظر کر رہے ہیں تو دوسری طرف دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں
مگر وہ جو خداوند خدا ہے اس کے لئے اور اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

گو یا کہ وہ میرے ہی ہونے کے لئے اور اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں
جو اب میں ہوں یا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

بہشت میں فرود ہونے کے بعد کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں
شعر ہے یا ایہا کریم اب جو اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

کے وہ دونوں اس قابل ہیں کہ قتل کریں یا نہیں اگر انہوں نے خود اپنے خلاف کوئی بات
کہیں سنا تو نہ سمجھیں کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

انصاری نے جو سکوت کیا تو اس وجہ سے کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں
فرمایا اللہ قریش کے رسول کو انہوں نے اس حد تک پیش کیا کہ حضرت نے فرمایا

من كنت علاه فذل علی علاه و ہر بیت میں جو سید میں ہوں وہی میرے
نوت کے برابر ہوں نہ تو میرے نوت کے برابر ہوں نہ تو میرے نوت کے برابر ہوں

۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

سوا امامت ہی باقی رہا اور ابوسفیان کو جو نبی میرے ہے
اور جناب میرے مومنین میں مشغول تھے ساتھ اس امر کو جبکہ حضرت نے حکم دیا تھا کہ میرے
دشمن کیساتھ اور اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

کہ یہ سیدگار والی قتل و قتل ہوا
چھٹا اختلاف اس میں ہے کہ امامت میں کون سے اہل بیت میں حضرت کا اہل بیت میں

میراث کا دعویٰ کیا ہے چنانچہ کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں
کہ جو مشہور ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ اپنے اہل بیت میں نہ لے کر گئے ہوں

مستحق ہیں کہ میرے اہل بیت میں ہو اور اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں
جو اب میں ہوں یا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

ساتواں اختلاف اس میں ہے کہ امامت میں کون سے اہل بیت میں حضرت کا اہل بیت میں
میراث کا دعویٰ کیا ہے چنانچہ کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

کہ جو مشہور ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ اپنے اہل بیت میں نہ لے کر گئے ہوں
مستحق ہیں کہ میرے اہل بیت میں ہو اور اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

جو اب میں ہوں یا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں
کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

مگر اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں
کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

را کیا اور نہ تو اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں
کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

خلاف ہے جو میرے سید ہے جو میرے سید ہے جو میرے سید ہے جو میرے سید ہے
جو اب میں ہوں یا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

جو اب میں ہوں یا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں
کہ اس کے بعد اس کو یا تو میں گواہی دیتا ہوں

یا اوتیو و وصاری نے جو تازہ اسلام لائے تھے اور یہ نیکو کہ اس کو مومنین میں سے
کیسی پروردی کرتے ہیں اور اس کاندہ حالت میں کہ اس سے خدا کی شریعت کی بات
والاصناف سے جو محفل میں روز قہر اسلام کو کسی کسی خند اندازی کی بھی انتہا معتدل
علامہ شہرستانی عبد السلام کو بھی غرض مولا ہی ہیں اسکے سوا اور بھی بہت سے مصلحت
بوسے میراث جہد میراث اخو میراث کھال میں اور عقل علیہ دایا شامین و حدود
عین جہاں میں جس میں کوئی شخص نہیں دیکھتا ہو کہ اس کی ہم سنگی یہ تھا کہ قتال و جہد
جہاں غرض میں مشغول ہے اور نہ اس کے بہت سے فتنے مسلمانوں کو دکھائے تو نہ ہی نفع و نہایت
بہت سامان تھا اور سب کے سر کے ہوتا تھا اور پتھر مونی دعوت اور قہار ہوا کہ
اسلام اور عربیہ عرب سب تابع ہوئے۔

نواں اختلاف امر شہرستانی میں ہوا یہاں تک کہ عثمان کی بہت سے اتفاق یہاں اور اختلاف
ملک درست ہوا دعوت ان کو نہ کہ میں مشنری اور فوجی حالت میں تھا اور بہت اعلیٰ میں و ملو
ہوا ان کا یہ کیا ہے منظر یہ بدعشرت کیا اور خوب کتاویں جو ملکر کیا تھے اسکے قریب
ان کا یہی ہے کہ جو غیر مسلم تھے اور علم و دین کے جہاں تھے یہ ہوا کہ اس میں بدل گیا ہے
حکمان کو دانی میں بہت سے اختلافات پیدا ہوئے اور ان کی حدت و بدعت پر وہ ان کے
مگر سب کے اور وہ ان میں امیر تھے جو کہ حکم بن امیہ کو مدینہ میں بلایا اس لاکر رسول اللہ نے
ان کو کھلوا دیا تھا اور اس کا نام ہی ظہیر رسول اللہ قرار پایا تھا عثمان نے زمانہ ابوبکر و عمر میں
شعاعت بھی کی مگر انھوں نے نہ مانا تھا بلکہ عمر نے تو اور بھی اس کو شکر کیا اور یہاں تک کہ
میں میں جہاں حد بتا تھا اس میں جیسے فرما دیا اور بھی کھلوا دیا تھا۔

اسی قسم سے یہ کہ حضرت ابوبکر کو مدینہ سے کھلا کر ابن لاہجہ لایا۔ دوسرا یہ کہ
استقام ہو کہ حضرت عثمان کو کھلوا دیا تھا تو عثمان نے ان کا خاص بھائی ابوبکر کو کھلوا دیا
اور عثمان نے اس کی حکم کے بیٹے مروان سے اپنے بیٹی کی شادی کر دی اور حضرت
افریقہ اور سکودیرا جو والدہ اشرفی تھا۔

اسی طرح عبداللہ بن ابی مرثدہ کو مدینہ میں بلایا گیا حالانکہ حضرت نے اس کا خون سنا پانچ

سب کیا تھا پھر عثمان نے اس کو حکم مقرر کیا کہ اسی طرح عبداللہ بن عامر کو حکم مقرر
بنایا جسے وہاں جا کر بہت سادہ حالت گیا۔

غرض اسی طرح کہ بہت سی مومنین جہاں ان عثمان پر ہو اس کا شکر کا راہ میں تھا
شام میں اور سعد بن ابی وقاص کو مدینہ میں حکم دیا کہ وہ مدینہ میں حکم بنایا گیا اور
عبداللہ بن عامر غازی بصرہ تھا اور عبداللہ بن ابی مرثدہ عامل بصرہ تھا مگر سب ان عثمان
اپنے نفرت میں تھے کہ ان کی اور نہ تھا چوں کہ یہاں تک کہ وہ مظلوم قتل ہوئے اپنے خاندان
اور ان مظلوم کا یہ نتیجہ ہوا کہ خلیفہ اور خلیفہ کے ہوا اور اس طرح حکم بنے۔

و سوال اختلاف زمانہ جناب امیر میں ہوا حالانکہ سب اتفاق ہو چکا تھا اب کو بہت
پر اور سب خلیفہ قبول کیا تھا مگر جبکہ بنو حنیفہ کے کہ ان سے اور وہ ان کو نہ کھلوا دیا
تھے اور جناب امیر کو قتال کا بلار گرم ہوا جو مشورہ جنگ علی و عمر میں یہ کہ دونوں نے
رجوع کیا اور تو یہ کیا بھلا سکے کہ یاد دلایا گیا ایک امر اور وہ ان کو بلایا گیا۔ یہی ہو کہ تو
ان پر جو روز قہر تھا کیا ایک وہ ڈالنے سے دینا ہے جو جس سے رسول کی حد میں نہ تھی
پوری ہوئی کہ کہ قتال ابن صفین کی شہادت ہو گئی۔

یہی طحطاہ و دیگر وہاں نے ایک تیرہ ماہ میں جو دھڑک رہا تھا کو تو لوگ و تھا کہ
لیکے تھے اور وہ نام عقیدل اور تیرہ ماہ میں ہی اس سب مطابق عقائد اہلسنت پر عمل لائے
سب غلط ہے۔

اس کے بعد جناب امیر کی مخالفت کی معبر نے جس کی جنگ صفین قائم ہوئی پھر خواں حنی
قاہنت کی اور انھوں نے اس پر تھا کہ ان کو حکم مقرر کیا کہ پھر مدینہ کیا عمر جس نے اسے جو
ہو ہی اشہری کو حالانکہ حضرت علی کا خلیفہ ہونا تو وقت وفات مشورہ اسی طرح خواج
کی مخالفت میں بلایا گیا مشورہ مگر حق یہ ہے کہ جناب امیر پر ہزاروں حق پر تھے اور
حق ان کے ساتھ تھا۔

حضرت امیر کی کو زمانہ میں خواج ظہیر کو قتل شدت میں تھیں دشوہ خواجہ ابوبکر اور
مسوہ بن قیس کی اور زبیر بن حصین طائی وغیرہ اسی طرح خواجہ بنو حضرت کو زمانہ میں

چند مرتبہ کتاب اور کتاب کا کوئی حصہ بھی اوس میں نہیں تھا اسی طرح یہ لوگ سادہ و
 سخی تھے کہ کوئی ان پر بھی سلام کا ادب میں نہ کیا سوا اس کے ایک مرد شایع کا ایک ایک
 بازو ہوا کہ جب کہ ہر دو تھوڑے سا تھوڑے باگوشٹ کا ایک کلوہ جو حرکت کرتا ہوا یہ لوگ
 اور سوت غلامیوں کو کہ لوگوں میں اختلاف ہوگا اوسے عید مندی کو نہیں میں گواہی
 دیتا ہوں کہ خدیجہ اس حدیث کو سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا بلایا ہے
 ان سے قتال کیا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو تالا ش کر دیا وہ لایا گیا تھا و سوساچی
 پایا جیسا کہ حضرت ابو ذر بیان کرتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے بھی دیکھا کہ یہ کچھ بڑے بڑے صحابہ تھے جو اسی طرح تھے جیسا کہ جلد ۲۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان منکم من یومع فیما یومع
 عنہم من اللہ منی لولا ان کان فیہم من عنہ لکنہ فقال اعتصبا فاما
 من ولدہ ان یومع وعلیہ صلوٰۃ علیہ فقال ہنہ صر فقلت فیم او قوی
 ابو ہریرہ نے روایت کیا کہ انہیں ہمیشہ دوست رکھتا ہوں جو تم کو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے دیکھتا ہے کہ کچھ فرمایا جیسے اس سے تم سب کو زیادہ شہید ہو جاؤ گے۔
 دوسرے یہ کہ ان کی عائشہ کی اس سے تو حضرت فاطمہ علیہا السلام کو آواز دے دیکھ
 اولاد میں نہیں ہے جس سے کہ اس قوم کا کچھ صفہ آیا رسول کو اس سے تو حضرت
 فرمایا قوم کا صفہ آیا تھا کہ قوم کا صفہ نہ آیا۔

شیخ ابی ہریرہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم کو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے دیکھتا ہے کہ کچھ فرمایا جیسے اس سے تم سب کو زیادہ شہید ہو جاؤ گے۔
 یعنی تم میں سے جو شخص جیسا کہ اس روایت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ ہر قوم کا صفہ نہ آیا
 بغیر تروہ کے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم تھی کہ حضرت اوس کو ان کی قوم میں سے
 اسی قبیلہ کے یہود اور ان کے یہودی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم تھی کہ حضرت اوس کو ان کی قوم میں سے
 وہ کوئی معمولی شخص تھا بلکہ نہایت مغز قوم میں سے تھی کہ حضرت اوس کو ان کی قوم میں سے
 فرمایا کہ ابو ہریرہ اس حدیث کو سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا بلایا ہے
 ان سے قتال کیا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو تالا ش کر دیا وہ لایا گیا تھا و سوساچی
 پایا جیسا کہ حضرت ابو ذر بیان کرتے ہیں۔

ابن ابی ہریرہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا بلایا ہے
 ان سے قتال کیا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو تالا ش کر دیا وہ لایا گیا تھا و سوساچی
 پایا جیسا کہ حضرت ابو ذر بیان کرتے ہیں۔
 ابن ابی ہریرہ نے بھی دیکھا کہ یہ کچھ بڑے بڑے صحابہ تھے جو اسی طرح تھے جیسا کہ جلد ۲۔

ابن ابی ہریرہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا بلایا ہے
 ان سے قتال کیا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو تالا ش کر دیا وہ لایا گیا تھا و سوساچی
 پایا جیسا کہ حضرت ابو ذر بیان کرتے ہیں۔
 ابن ابی ہریرہ نے بھی دیکھا کہ یہ کچھ بڑے بڑے صحابہ تھے جو اسی طرح تھے جیسا کہ جلد ۲۔

ابن ابی ہریرہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا بلایا ہے
 ان سے قتال کیا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو تالا ش کر دیا وہ لایا گیا تھا و سوساچی
 پایا جیسا کہ حضرت ابو ذر بیان کرتے ہیں۔
 ابن ابی ہریرہ نے بھی دیکھا کہ یہ کچھ بڑے بڑے صحابہ تھے جو اسی طرح تھے جیسا کہ جلد ۲۔

ابن ابی ہریرہ

مسكونة فقل من دعاكم من قبل الله فخذوا من قبل الله
رسول الله صلى الله عليه وسلم بمقامهم
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في قتلة من لم
يؤمن بالله ولا باليوم الآخر ولا بالنبى
صلى الله عليه وسلم فقال ما حديث بلقي
عليكم فقال فقهوا انفسا راسا وراسا ونايا
رسول الله صلى الله عليه وسلم انفسا واما ناس
حديثنا منا انهم قال بغض الله رسول الله
صلى الله عليه وسلم يفتي قريشا وقرنبا
فقط من دعاكم فقال النبى صلى الله عليه
وسلم قالى بطلي و لا تفتخ من دعاكم فقال انهم
ما تفتخون ان يلى حب الله من بالايمان
و لا تفتخ من دعاكم فقال النبى صلى الله عليه وسلم
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما حديث بلقي
عليكم فقال فقهوا انفسا راسا وراسا ونايا
رسول الله صلى الله عليه وسلم انفسا واما ناس
حديثنا منا انهم قال بغض الله رسول الله
صلى الله عليه وسلم يفتي قريشا وقرنبا
فقط من دعاكم فقال النبى صلى الله عليه
وسلم قالى بطلي و لا تفتخ من دعاكم فقال انهم
ما تفتخون ان يلى حب الله من بالايمان

رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما حديث بلقي
عليكم فقال فقهوا انفسا راسا وراسا ونايا
رسول الله صلى الله عليه وسلم انفسا واما ناس
حديثنا منا انهم قال بغض الله رسول الله
صلى الله عليه وسلم يفتي قريشا وقرنبا
فقط من دعاكم فقال النبى صلى الله عليه
وسلم قالى بطلي و لا تفتخ من دعاكم فقال انهم
ما تفتخون ان يلى حب الله من بالايمان
و لا تفتخ من دعاكم فقال النبى صلى الله عليه وسلم
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما حديث بلقي
عليكم فقال فقهوا انفسا راسا وراسا ونايا
رسول الله صلى الله عليه وسلم انفسا واما ناس
حديثنا منا انهم قال بغض الله رسول الله
صلى الله عليه وسلم يفتي قريشا وقرنبا
فقط من دعاكم فقال النبى صلى الله عليه
وسلم قالى بطلي و لا تفتخ من دعاكم فقال انهم
ما تفتخون ان يلى حب الله من بالايمان

محدث حضرت عہد بجا علیہ وصیبتہ جائیں اور تم اسے ساقی کرنا
 دانی اور دین جہنم و انہم اما کوئے جاویم انصار کے ساتھ
 تر صوفی ان رجوع الناس بالیہ و یوکلون میں جہاں جاویں۔
 برز و اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی یزید (۶) عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب
 قادیانی قال لوسکلتنا من اویار حضرت نے مال جنین کو قسیم کیا تو
 سلکت الانصار شاعلسکت وادی اللہ ایک شخص نے انصار سے کہا
 او شعیب الانصار اس قسیم میں وجہ اللہ کا نہیں
 حدیثنا قسیمہ حدیثنا من اعلی اللہ خیال کیا گیا راوی کتابت کر میں
 عن ابی وائل عن عبد اللہ قال لما قسم اگر حضرت کو خبر دیا تو حضرت کا
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعجبین قال چہ متعجبوا اور فرمایا خدا کی رحمت
 وجہ من الانصار ارا دینا وجہ اللہ جو موسے پر کر اس سے زیادہ
 قایت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعبوتہ اونکو انفرادی گئی اور اونکو
 فتنیم وجہ شہ قال ہذا اللہ علی حرمی سے صبر کیا۔
 بعد از وی با کثر من عند انصاری (۷) عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت
 حدیثنا قسیمہ بن سعید حدیثنا جویر سے بروز جنین اقرب صحابی کو سوا و شہ
 عن مصغر عن ابی وائل عن عبد اللہ را اور عیینہ گوچی سوا و شہ و اہ
 رحمتی اللہ عند مال کا کان ویم جنین لڑو گو گوچی اسی طرح تو ایک شخص نے کہا
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسا اعطی اس قسیم میں جہاں را اور اس کے
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اعطی عیینہ محبت کا نہیں خیال کیا راوی نے اگر
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اعطی عیینہ حضرت سے کہا تو اپنے فرمایا خدا تم کو
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ فقلت لا اخوت صلی علی جویر کہ وہ اس سے زیادہ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ فقلت لا اخوت خدا سے کہے اور جویر اس
 خدا و را کثر من عند انصار خود نے صبر کیا۔

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷

حدیثنا محمد بن قباہ شامی بن مہدی
 حدیثنا ابن عدون حدیثنا مہدی بن زید کہ بروز جنگ عین حضرت کیساتھ
 بن السہ بن مالک عن النہ بن مالک طلق کے علاوہ دس ہزار فوج تھی
 رحمتی اللہ عند مال کا کان ویم جنین جب قبیلہ ہوازن و غطفان جو را
 اقبلت ہوازن و غطفان و یویم جہم ہوا تو حضرت کو جمع فرمایا اور کہا
 و ذرا لہم مع اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رگھر تو حضرت نے اپنے
 عشر تو اللہ و من الطلاق ہا و دوا طرف مکر فرمایا یا معشر الانصار
 عبد حنی بنی و حدیثنا و یویم جہم سب نے کہا ہم حاضر ہیں بیٹھیں
 من لم یحظ بیہما الفخ عن ینہ تھا طرف مکر فرمایا یا معشر الانصار
 یا معشر الانصار قالوا لیکر یا رسول اللہ سب نے کہا ہم حاضر ہیں اوس
 ابشر عن مککم ثم اللہ عن مسارہ روز مال غنیمت مہدی یا معشر
 فقال یا معشر الانصار قالوا لیکر یا اپنے مسارہ میں اور طلق کو قسیم کیا
 رسول اللہ ابشر عن مککم و حدیثنا اور انصار کو گنیدہ و یا معشر انصار
 بیضا و فقلت فقال انا عبد اللہ جویر جب تھی ہوا تو جمع ہمارے جاؤں
 فانہم لم یسکون لا صاحب یومنا اور غنیمت جویر و کویر بچاتی ہے حضرت
 عنانک کثیرہ فقسیم فی المہاجر و اللہ کو جب پر خبر ہوئی تو آپ نے
 ولم یروا الا انصار شہا فقالوا انصار سب کو جمع کر کے فرمایا یہ کسی
 از اکانہ شدیدہ و فتنی ندی و علی خبر ہوئی ہے تو سب جب
 العیینہ عمرنا فبلغہ و یویم جہم ہو گئے تو آپ نے فرمایا کیا
 فی قبتہ فقال یا معشر الانصار ما حدیث تم اس پر راضی نہیں ہو کہ
 بلعنی عنکم فسلکوا فقال یا معشر الانصار وہ لوگ تو مال دنیا لیں نہیں
 الانصار عن ابن یزید صعب الناس اور تم رسول کو اپنے ساتھ
 بالہ میا و تدھون رسول اللہ صلی اللہ لے جاؤ اگر سب لوگ ایک جہاں

حضور کلام لایا اور اس زمانہ کے علماء کا ذکر کیا اور حقائق و پہلوئیں

قولہ۔ سو اے کسی! میں مذہب کو اختلاف فروغ دے رہا ہوں کیا تو ایسا اصرار نہ دے
کہ کسی مذہب پر اصرار نہ کیا۔

اقول۔ اس خطہ بانی کا ایک جواب تھا جو کہ دعویٰ تو کیا تھا ہم کو کچھ لکھنے کا حکم نہ تھا۔ لکھنے کے بعد اس خطہ کے مالک ان دعاوی کو نہ لکھ سکتے تھے نہ یہ شیعہ سے ثابت کیا نہ کتب

در این دعوی که اسرار کائنات در دست ایشان است و انوار الهی در کمال علم و حرم قدر
مستحق که این کمربند

میں نے کہ سالہ انعام حجت سندھ لیس ہوا تو میں بوسی تو میری کسی کردی گئی کہ میری
میں علم کلام کے کتبے دو گئے ہوئے اور کتب خانوں میں بغیرات ہوئے رسول وین کو
گفتہ کہ ان کے موجود نہ جب وہ نہ میری نہیں باوجود تھا

ہر گوشہ و صاحبی کشد، افغان و معلون برنگونی دلیل می یابی تفصیلی کی یہ افروختہ
 ہے کہ کہد حق و عدالت تمام وقت نقل کیا تاکف واقع ہو و ای سنی تہیز

اختلاف عقاید که اگر چه به سبب فراموشی است لیکن اینها را باید با ایستادگی علی التمام و در وقت
چون بنوا میرسد از این نحو سستی که از هر دو جانب حقیقت بر خورشید میاید.

لیکن جب یہی شکایت کا لفظ کسی کی زبان پر آتا ہے تو فوراً دران حکومت یہ بیکار ہو سکے
جب کر رہے تھے کہ جو کچھ ہو گیا تھا اس کی طرف سے ہر کسی کو روک دینا چاہیے امداد اللہ

خایره و شریح بن یوسف کندانہ میں جو غلام و جہیز کدو تانبہا معبد جعفری ایک شخص
تھا جسے میر کی انجمن بھی تھیں اور ولید و اسگوشتا۔ دو اہل حسن بھری کہ علقہ و رس

میں شریک ہوا کرتا تھا لیکن اس وقت اس نے اپنی مرضی سے وطن کی کہ جو اس کے وطن سے
قضاء و قدر کا جو عذر پیش کیا گیا تھا وہ کہاں تک صحیح و کام صحابہ نے کہا یہ خدا کا دشمن

بعد کچھ عظیم الشان شوقی و سیر فیال کو ترقی دی دو حضرت عثمان کا عہد تھا اور محمد بن
حقیق سے ایک سند لایا جس کی پہلی حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ السلام کے نواسے ایک تہذیب
آزاد و خط لکھا اور وہ اس کے غلام توحید دانی حضرت عمر بن عبد العزیز کے واسطے لکھی
اور شاہی توشیح نہ لکھیں اس کی خدمت سپرد کی وہ سرکار علیہ السلام کو تہذیب و جاہ و باریک کار
کے ساتھ لایا کہ یہ وہ مال و وسایط جو غلام و جبر سے حاصل کیا گیا تھا اور موقت اگرچہ اسلام
کی تہذیب و جاہ بہت کچھ باقی تھی تاہم مسلمانانِ عرب کو اس قدر شوق لگی کہ وہ توشعہ فائدہ
میں خوش ہونا و فی جہنم نکلیں

فیضان کتب سماویہ اس علمی مجلہ کے مضمون قارئین کے لئے اور یہ قارئین روایتیں اس
ہزار جہانوں کے سفارتیں ہیں جہاں کہیں عربی و فارسی کے شوقیہ ہیں وہاں ہائی اور شہام بن

عبدالملك تحت حكومت پيڻين دوغيلن تي ڪاررواين تي انهنن سبب وڃي ڪيترائي
عزت نشين ڪيائين ۽ ڪو طب ڪيا، ورهائون ڪيئي ڪو جرم ميل وس ڪر ڇوڏ ڏنو ۽ ڪو

تاجہ فیضان کی زبان دارنویاں گدگدیں اور آخری جرم میں جان سے مار لیا۔
اسی زمانہ میں جرم بن صفوان پیدا ہوا اور وہی امریہ لعونہ کے جرم پر قتل ہوا مگر صفوان

خانی نے یہ عمل در امر معروف و نہی پیش کیا اور اس قدر دور چلا کہ ایک لکھ لکھ روپے

وہاں سے واپس آیا اور محفل پر گویا کہ میں نے شیخ و سید و امیر و پیران کچھ دیکھ کر سے
چند چیزیں اوشہد کیا

ان واقعات کے یہاں یہ معلوم ہوا کہ ہر مذہب کے اہل سنت کے زور و عظمت و
تکبر و متبرکات و اور لوگ غیور کے لئے گھڑا سب کا دبا دیا گیا وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ
یہ خصوصیت سب سے بعد کی ہے جو کہ ہر مذہب کی گئی ہے جو کہ ایک سالہ راجہ کے
لئے تھوڑے سے عالمی اور مسلمان سب سے زیادہ اور حالانکہ علماء و ائمہ عظام کی روئے ہر
سال ایک عظمت رہی

کتاب فی مہم ہوں کہ اس قدر متعجب ہیں ورنہ کشف و کجانی
نہایت کو تب میں کجانی و انہماک علیہا علیہا علیہا علیہا علیہا
کو قبول و تب میں کجانی و انہماک علیہا علیہا علیہا علیہا
بہت جلد و تب میں کجانی و انہماک علیہا علیہا علیہا علیہا

[illegible]

مجلس میں انشاء میں اس پر قندہ قلم ہو گا۔ یہ مرکزہ موصیٰ کی مجلس کے مصلحت سے ہے
 ایک اور مجلس مقام محمود کی تعمیر میں کیا کہ خداوند عالم پر جو قیامت بخش
 رسول اللہ کو اپنے ساتھ بھیجا تھا اور وہ سرگرمیوں کی کامیابیوں کا مرکز اور اس سے
 علم غیبی اس حقیقت سے تیز عظیم قلم ہو اور مرفیق سے ہے کہ اس کو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[illegible]

یہ شخص ہے کہ گریہ کا اہانت و تمسخر بر طعن و تشنیع کرتے ہو اور پیر و ان و وہا اعلان و درویشان
رسول اللہ رحیمی مہدی ان عباسیہ بر علویہ کو گویا کی طرف منسوب کرتے ہو اور یہ سنا لوں کہ
اون پہلی پہلی بر حقوں پر غور و نظر کی طرف بدست ہے جو باطل مخالف قرآن میں الم سلف
کی زیادت ہے اور تو منع کرتے ہو اور وہ ایک ایسے شخص کی زیارت کر کے اپنے قلعے ہوتے ہو جو شخص
عوام میں سے تھا تو نہ شکر تھا نہ اعلیٰ منصب خدا تعالیٰ کے اس فیضان پر بھیجے تھا نہ اس
نے ان مکرر توبہ کی ہو اور نہیں پہنچا کر ہے۔

سقوطِ المومنین قتالی قسب کہتے ہیں کہ اگر تم نے اس بادشاہ کو قتل کیا حال میں سے مار
 گئے تھے تو پھر تمہاری گرت پر چڑھ کر اپنے گھوڑے سے گھوڑوں میں حکم دے کر لے کر آئی جاؤ گے اور
 جلد ورنہ لے کر آؤ گے۔

[illegible]

یابی اسل مذکور باقر اسلاف

اصل سبب یہی جو علم اپنے فہم سے کیا حال کو جو جو کر جا اہل کو ملاندا
قرآن منزل من اللہ ترپ تہا مگر کس پر و گروالی کی گئی جس سے ہر کے اعتراض
بیدار ہوئے اور وہ نہیں لوگوں کو جو ہی دیکھ کر اس کی طرف جو کچھ تھی کی جس میں
سب سے اس سنت کا علم دیکھ کر کس طرح فرمایا کہ ہر مذہب وہ اس میں ہیں
گئے اور وہ فہم تھا اس کی اصلاح کی ضرورت تھی مگر خداوند و رسول کی طرف وہ توجہ
ہوئے اور علوم کو اپنے فہم سے لینے کو کسی نہ فرمایا نہیں۔

مگر نہ یہ قرآن وہی جو جو وقت نزول کی تمام عالم کو مخاطب کر کے پہنچا تو ہر چنانچہ
خدا ان ستم مانتیں۔

جس میں وہ اس طرح تمام عالم کو غیرت لایا ہی کہ کس طرح ہو تو ایک سورہہ میں کہ مذہب
نہا اگر تم سب نے کبری جا ہو کہ اس میں اب لاؤ نہیں مگر یہ اگرچہ بلکہ سورہہ میں کا معین و
خدا لایا ہی ہو تو کیا جس قرآن پر تازی اعتراضات ہو سکتے ہوں وہ اپنی اپنی دینی کے لئے
ہرگز نہیں اس معلوم ہوا کہ یہ جو کچھ قرآن میں اس قرآن پر نہایت کلمہ جاری لا تھی
اور شریعت نفس پر لکھیم۔ اپنی شریعت اور ہر امت سے قرآن سے روگردان ہوئے
اور اس کے نزدیک کو اولت دیا اور یہ۔ سب کے وجہ آیات کو مرتب کیا اور اب یہی نہیں
کہتے کہ یہ سلفہ ہوتا یا جو ملک سلفہ دینی کی بات نہ لائی ہیں۔

یہی وجہ کہ شیعہوں کا تمام کام ہر شخص سے اپنے نہ کسی کی طرف داری کرنا ہے
نہ کسی کو ہم کا اعتقاد بلکہ جو ہی کس کس کا یہی اگرچہ اشتیاق باقی یا آبرو

اب تم شیعہوں کو علم کلام کی اون کتابوں کو جو تیرہویں صدی میں تصنیف ہوئیں اون
کتابوں کو ملاؤ دوسری صدی میں تصنیف ہوئیں اور در اعداد و ثبوت کلام کیا گیا وہ
انکو ایک سلسلہ کی مثلگی بال برابر کا فرق نہ ہوگا نہ عقل کی مخالفت ہوگی نہ جس سے اس کا
اجمال بلکہ جو تقدیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دینی اون
کے علاوہ نہ کبھی کسی فردوں کی شیعہ فرقہ کا ان کے لئے سے اعتقاد کا سنگ

کو کچھ بلکہ لاجہ ولا تعویض فی الامور الامین ہم ہمیشہ سے عمل ہے نہ تفسیر ہو گئے کچھ
بلکہ اصل الدین معرفت و کمال معرفت تصدیق و کمال تصدیق۔ توحید و کمال توحید
الاعتقاد و کمال الاعتقاد لافنی الصلوات من لشدادہ کل صفت ہذا غیر الموصوف و
شادہ کل موصوف نہ غیر الصفت پر ابتدا سے آہنگ اعتقاد ہے اور مل۔

ہاں تک اجمالی حال تمامنا ظہر اور علم کو کمال حاصل نہ کر کے نسبت وہ وہاں
کے نہیں کہ توحید میں ان کے ہاں ناقص ہے اور کلام اللہ سے ان کو کسی طرح سروکار نہیں
ہو رہا کیونکہ نہ ظہر کر سکتے ہیں اون لوگوں سے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعوت ظاہر کے احکام پر اون کے اجمال دار و مدار ہے۔

اقول یہاں عبادت تمام امت کی ہے جس میں تمام رسولی شریعت کی کتاب کلام
سے لیا گیا ہے اسکے بعد ضروری ہے کہ شاہ صاحب کا یہ کہنا کہ تک و دست تو سہاں نہ
کے کسی اہل مذہب کو اختلاف فروغ میں جو لیکن اصول مذہب کو بھی بتائی نہیں
کیونکہ سب تو وہیں مذہب ہست ہے جو اسی فرقہ کے ساتھ خصوص ہے بلکہ ہم کہہ سکتے
ہیں کہ تمام مذہب کے مذہب ہو رہے ہیں کی جی بھی یہ تفسیر اور اختلافات میں ہو سہ فہم
اہمیت میں ہو کہ ہر وقت اور ہر زمانہ میں یہ مذہب بنا اور بنا رہے ہیں بلکہ ہاں تک کہ آج بھی وہ
سب بلا جہاں ہے اس لئے اختلافات ہو رہے ہیں اجنادوں کو دیکھنا تو اسکی تصدیق ہو جا
تو کہ یہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ غلط فہم شدہ کے وقت میں۔ الخ

اقول اس تحقیقات سے معلوم ہوا کہ توحیات ہونے سے رہا یا مخالفت مذہب میں
ایک ہوش بیدار ہونا ہے جس سے وہ آوارہ فساد و احداث ہوتے ہیں چنانچہ عبداللہ بن ہشام
سے یہ بھی کیا جس اسل کے قائل کر کے بعد انگوں سے کہ۔ انگریزوں کا ہے کہ اپنے
صحابہ اسکے باعث ہوئے جو توحید و یمن خدا و ایل و خوار ہوئے کیونکہ انکو معلوم ہے کہ
و قوم حق میں نے نہ کبھی کسی رسول کے لئے گردن اٹھ مت کر کے نہ کسی بادشاہ کے
ساتھ نہ ہے مذہب مذہب کی زبان پر انکو وہ خواہاں کہی کو اس نے کوئی چیز بھی نہ بھلا
پھر اس کا ہر وقت کہتے کہ کسی پر آ رہا ہو یا نہ وہ قرین قیاس ہے یا اون ملک مقتدر کے

الانما ربنا لا یؤتی فی شئ شیئاً وعلو بیادینہ۔ ہے کہ وہ ان کی اعلیٰ ترین تائید میں دلیل کی
 اور ارشاد ہوتا ہو اسی دعا غلت کرے۔

آپ اہل عرب ان کی سرکشی و مقرون غور فرمائیے جو صد ہزار ہجرت سے دیکھتے ہیں اور
 نہیں لگاتے کہ اور دیر سے آ رہے ہیں انہی کے قرآن و حدیث و سیر و تواریخ سے معلوم
 کہ یہاں وہاں نہیں جتنے گزشتہ ہیں ان میں سے زیادہ فی اہل و عیال ہو چکی ہیں
 ہوا حضرت فوج کا مخالف ان کا کیا اور جو تین حضرت ابراہیم کا مخالف سب سے
 بڑھ کر ان کو چیلنے لگو اس وقت ہوا کہ آپ کے تین حضرت موسیٰ کے مخالف وہ
 قریب تھے ہوتی اس وقت سے جسے چیلنے لگتے حضرت موسیٰ ہو۔ اسی طرح حضرت
 موسیٰ کے مخالف وہی وگتھے جو ان کے دشمن رہے۔

موسیٰ نے اپنے رسول پر تمام ملین کیلئے یہ فیصلہ کیا کہ آپ کے خواہ افراء کے قریب کو
 نصرت کا کیا نام ہو جائے یا حضرت ابراہیم جو کہ کے ہیں اہل عرب اور اہل عرب
 کا کہتے ہیں ان کے خلاف یہاں تار یا کہ ان کے اولاد سے زیادہ عزیز ہے ان کے اولاد حضرت
 ابراہیم و حضرت اسماعیل کے خلاف فی حق حضرت قریب ہیں اور صاحب قوت و
 ہر بی مشرت اسلام ہے جو کہایت میں سرگرم ہے حضرت عباس اگرچہ اہل اسلام ہیں
 کہ ہیں مگر کہایت میں سرگرم ہیں یہاں تک کہ یہ لوگ سب ایسا کہ فرمائیے موافقت میں آیا
 میں شعب اوطاب کے ہوتے ہوئے ہوا۔

غرض جو کہ خداوند عالم نے اس اسلام کو فتح الایمان و ناقم الایمان بنایا تھا اسلئے
 اس نے یہاں کیا کہ رسول اپنے قوم کے خاص عزیزوں کی مخالفت سے مطمئن ہیں
 اسلئے رسول کو پہلے مکہ بھی بھیجا گیا واند عشر ہجرت کا قریب و درہطات منہر اطمینان
 اسکی حضرت نے اس طرح نہیں کی کہ اپنے کل اہل کو جمع کیا اور حکم اہل سے آگاہ کیا
 اور اپنی نبوت اور جناب امیر کی مخالفت کا اعلان کیا۔

آپ نے نہیں بتایا ہے کہ وہی عمرہ بن ابیہ و غورہ من اہل المذنبہ کا کہ
 رسول اللہ من حیث ما ارسل علیہ افراء امامہ وینک الی ان کلف اللہ عذرا

و انھما یھا و انھما فی اصلہ فاصدق ما تمس۔ واند عشر ہجرت کا قریب و اند عشر ہجرت کا قریب
 بطور اللہ عذرا فی ثلاث المذاک الا لخصمین شرارھن و صدق ما یا امر اللہ تعالیٰ
 بہ حق عشر مسدین ہجرت کا قریب ۳ جداول۔

جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو ہم پر اظہار دعوت اسلام نہ ہوے جب تک اپنے
 خاص مخصوص لوگوں پر قائم ہوئے اس کے بعد عام دعوت شروع کی جسکی نصرت پر شخص
 بھی سکتا ہے کہ اول خویش بعد و درویش اس کے بعد بھی جب اظہار دعوت کا حکم ہوا تو
 ہی خدا نے قدر و شیر و اقرین کو مقدم کیا تاکہ خیال قریب و غور زیادہ قریب نہ رہیں چنانچہ
 ایسا ہی ہوا کہ دعوت عیسوی میں جو سب آپ کے پیلوں جمع تھے حضرت نے اس حکم کی
 تصدیق کی اور زیادہ مخالفت نہ کیا۔

عیسویوں کی آمد۔ نہیں برس ہا سات برس اسی طرح جو کہ جو اہل اسلام ہوا وہ
 اخصانہ طور پر رسول کے کسی فعل پر اعتراض کرتے نہ کی کسی اور
 اصرار حضرت جو کہ دیکھتے ہیں اس کو کمال سے ہیں جس طرح آپ نے اس میں کوئی نہیں
 زور ہے ہاں تک کہ آپ اس مانتہ آدمیوں کے کہ حضرت ابراہیم و اسماعیل کے خلاف
 سے اسلام کا رنگ ملا۔ تاہم طوری جن سے

من محمد بن محمد قال قتادہ لا یکان ابوبکر و لکن اسلاما فقال ابو قتادہ سئل
 قتادہ انک من خصمین مشقت ہذا

یہی محمد بن سعد نے اپنے باب سے جو جملہ کیا ابوبکر سے پہلے تم لوگوں میں اسلام لا سنے
 کا نہیں گئے اسلئے یہاں اس آدمیوں سے زیادہ مسلمان ہوئے۔

جس سے پہلے جو کہ حضرت کی دعوت تھی ہے یہاں تک کہ آپ اس آدمیوں سے
 زیادہ مسلمان ہوئے تھے حضرت ابوبکر کا اسلام نہ ہی رہا تھا کہ اسلام کی مخالفت
 میں حاجت شریک ہوئی اور آپ کے حضرت کے نامی تصدیق ہوئی ہو گئی۔

آپ نے مل و کل شہرت کی تحقیق میں دیکھا ہے کہ یہاں میں پہلے مشہور ہوئے ہوا وہ
 شیطان عیون کی ہولت جسے دینی واسلے کو کہندائیں دل دیا اور اپنی خواہش

نفس کو سقیم کیا تا کہ وہ جو سستے مال خریدے

وہی سلسلہ بیان پیش کیا کہ حضرت ابو بکر نے اسلام ظاہری میں داخل ہونے ہی پر اپنے
رائے اور اپنی اہل خانہ کو احکام خدا و رسول میں دھن دینا شروع کیا نہایت تیار و خیس
میں ہے۔ ص ۳۲۰ جلد اول ۱۳۵۹ھ

وفي القسطنطينية وكان عمره بين عشرين وأربعين سنة وهو من بني بكر بن وائل
رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنه عن أبيه عن جده عن كنانة عن أنس بن مالك
رجل أمة أبو بكر على رسول الله صلى الله عليه وسلم في الظهور قتال بالليل
والنهار فلم يزل يلح عليه حتى ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم في
شأحي المسجد وقام أبو بكر في الناس خطيباً ورسل الله صلى الله عليه وسلم
جالس وكان حقيب دعا إلى الله عز وجل وإلى رسول الله صلى الله عليه وسلم
مسلمون ثم انبسطوا على أبي بكر وعلى المساكين إيمانهم وفي يوم الجمعة
خبرته بشيئ هذا ودعى أبو بكر وحارب مصرية ثمانية أيام ودمت منه الفاسق عبدة بن
ربيعه فجعل يهرقه بقلوب غصوبة فبين وبينه ربيعة وبشره وبشره وجهه
في بكر حتى ما يعرف الله من وجهه.

حضرت خدیجہؓ کا اسلام اسی روز پہنچا جس روز ابو بکرؓ نے پڑی کیونکہ اصحاب رسولؐ سے
اب وہ آدمی جمع ہوئے تو ابو بکرؓ نے اصرار کیا رسولؐ پر کہ اب یہ میرا بیٹا ہے حضرت
نے فرمایا اسے ابو بکرؓ بلوگ ابھی جاہل کلمہ میں گمراہ ہو کر نے دانا مسند کرتے۔ یہ غیبی طور
پر کہ حضرت نے نوحی مہاجرین نمودار فرمایا۔ اور ابو بکرؓ نے خطبہ دینا شروع کیا اور حضرت
بیٹھے تھے۔ اس خطبہ سے تمام مشرکین میں پہچان چلا اور وہ سب ابو بکرؓ اور رسولؐ کو فوج پر
چمک پڑے تمام مسلمانوں پر نوحی مسجد میں بارگاہی تھی اور ابو بکرؓ کو تو زمین پر گر آیا
اور عتبہ بن ربیعہ نے اپنے چوندہ رطلوں سے اس قدر مارا اور ہروغ اٹھائے کہ وہ
کو اپنے چہرہ پر پھیرتا تھا تھا جس سے چہرہ اٹاگ اس قدر دم کر گیا کہ تاک بھائی
نہ جاتی تھی۔

یہ پہلا سنگ بنیاد ہے تقریبی اسلام کا کہ گمان اسلام کی پریشان حالی کو کوئی شخص
مگر خدا اور رسول میں درم برابری و جواز نہ کرے بلکہ اس افتخار سے کام لے گا کہ آج
موریتین اسلام میں کوئی ایسا بھی نہیں ہے جو غیر واریت سے کہے کہ کون کسکے بعد سلمان
ہو۔ اور اب یہ دور صبر پیدا ہوا کہ اپنی ذاتی عقلوں کو خدا و رسول کی عقلوں
پر مقدم کرنے لگے اور یہ رسول اللہ کو مجبور کرے کہ ان کی مرضی کے مطابق کام کریں
یہ پہلا اصول ہے حق گفت خدا و رسول کا جسکی خبر قرآن مجید میں مذکور ہے ﴿فَرَأَاهُ﴾
فَاجِدُ الْفَاقِينَ يَخُاطَبُونَ عَنْ امْرِئٍ اَنْ يُعِيذَهُمْ فَمَنْتَهُ وَصِيْبُهُمْ عَزَّابُ الْيَمِيْنِ
ع ۵ سورہ قند

ع. م. س. ١٣٠٥

ع ۵۸ سورہ قحط
جو لوگ حکم خدا و رسول کی مخالفت کرتے ہیں ان کو پورا پالا ہے کہ ایسا منہو کہ نہ ہوگی
آفت بڑھ جائے۔ یعنی اللہ عذاب کیونکہ حضرت ابو کریمؑ نے حکم رسول کی پوری نافرمانی
کی حضرت فرما ہے میں ان کی ہر جہت کہ میں اس کا وقت نہیں آئے گا مگر ابو کریمؑ عسائین
ہے اور حضرت کو خبر ہے کہ میں کہ سید المرعینؑ خود قرآن میں حکمی آیت سب سے
اوپر اور نہ قرآن میں اللہ عذاب اللہ کا حکم تو خدا کو ہے۔

یہ فلسفہ مقدور نہ چلا تھا کہ قریب تھا کہ ان کی زمین خون سے بھر جائے کیونکہ اگرچہ ابو بکر کے مخالفان و اہل کوفہ وقت نہیں رہے مگر بہرین کہ انتقام لینا چاہتے تھے بہرین و مدائن کا یہاں ہے اس کے طرفداران بہرین بھی تھے کہ ہوا کہ جو خدا نے فضل کیا کہ حضرت ابو بکر یا جو بکر یا عمر وہو کر کچھ بہرین پر رہے اور ان کی قوم سے ان کو نہ رہا کہ قصداً انتقام بھی نہ دیا۔ جس سے خوئیہ بڑی قوی ہوئی مگر وہ نصرت رسول باطل غائب ہو گئی تھی آپ چاہتے تھے کہ باطل قتل و فساد و غفلت بڑی کے اسلام کو تمام ملک بہرین شاخ کر بہرین میں ایک ملک اسلامی ہو گئی تھی۔ از قریب سو سو بیس کے مسلمان ہو گئے ہیں۔

رسول اور اسلام کی ہر دغ و غیروزی

فاحسب الله من اعدائكم الرجال وصدقوا فليس حتى تكلم من اهل البيت كذا وكذا فخرجوا
منكم لما يقولون كذا الامر عليهم في حاله من يشهدون اليه ان علامه من عبد المطلب
يظهر من الشجر وكان ذلك حتى غاب اليوم عظمى

حضرت سترق بن ابی نوح کو پوچھا کہ اور اسلام کی طرف تھی طبرستان کی دولت
کہ جس سے تہذیب سے تہذیب اور کلمہ گوشت مشرف اسلام ہوئے اور کلمہ گوشت کے
طریق اس پر نکاح نہیں کرتے تھے بلکہ جب حضرت کا گھر انکی مجلسوں کی طرف ہوتا تو وہ
کشتہ تھے عبدالمطلب کے اس لڑکے سے تہذیب نہیں ہوتی چن یا نیک کہ حضرت نے
اون کے بقول کی خدمت کرنی شروع کی۔

جس سے علوم ہو گئے اسلام اپنے خاص ذاتی کی وجہ سے عام طور پر قریش میں پھیل گیا
تھا بلکہ کفار قریش غریب طور پر کہہ کر کہ اس لڑکے سے نہ انسان سے انہیں کیا ہے کہ
حضرت ابوکر کی اس ہی حرکت نے گویا کافروں کو دیا۔ ہو گئے تو یہی بات ہے کہ یہاں
نہایت اس مذہب سے بدعتیں آ رہی ہیں۔ وہاں کہہ رہے تھے لوگ مزاروں کی ہی دلی
میں کہتے ہو گئے اور ان کی مخالفت میں نہ تھے بلکہ یہی ہو گئی اس حرکت اور اس لڑکے
نے کہ ابوکر نے ایسا کیا ہو گیا۔ اس کو کہ ایک تو تھے مذہب اسے دین
سے بڑے لوگوں کی نفرت ظہری ہے وہ دوسرے حضرت ابوکر کے قومی دولت سے
اور بھی اون کو برا فروخت کیا۔

آد ابوکر از زمین اب دیکھا کہ حضرت ابوکر سترق سے طرہ خلافت سکر آئے ہیں
کفار قریش سے ملاقات ہوتی ہے تو ممالک کدہ سب انتشار و جد کے
وٹمن حضرت تھے مگر بنی امیہ سے واقعہ کی خبر رہے ہیں اس سے علم ہوتا ہے کہ
حضرت سے مخالفت زیادہ نہیں کی جاتی تھی انہیں میں سے صحابہ اور اہل انکسار
سے ملے جلدول۔ ۱۰۲

انجیل میں عساکر میں مسعود قال قال ابوکر حضرت الی الی میں قبل ان یبعث
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت علی شیخ من کلامہ عالم فکذا کتاب وارت علی

ابوکر منہ الا عشر سنین فقال ل احسب حرمیا قلت نعم قال واحسب
قریشا قال قلت لعمرو قال واحسب یحییٰ قلت نعم قال یقین ل فیک واحد فقلت
وما فی شفت ان من یشتات فیک لم یؤک قال ابد فی العلم یجمع العباد فی ان
شیئا یبعث فی التورہ یجاءہ علی امرہ فقی وکھل اما الفقی حرم غمرات ووفاع
مصلوات واما الکھل فابین خیف علی بدنہ شامة وعلی فکذا الیہیں سے
علامہ وعلیہ ان تریو ما اساتیک فقد کما کما ل فیک الصفة الا ان حق
علی قال ابوکر فکشفتم لہ لعلی فرانی شامة مودود فوق مرقی فقال انت
هو ویرب الکعبة۔

اور بھی انہیں میں سے قال ابوکر فکشفتم لہ لعلی فرانی شامة مودود فوق مرقی فقال
ایما لعلی ایما من الشعر قلنا لہ ذلک الذی قلت نعم فکرمنا قال
ابوکر فکشفتم لہ وفکذا بیت صلی اللہ علیہ وسلم فی ارق عقبہ میں ابی
معیط وشجیہ میں دبیہ وایو جھل وایو الخ تری وصدید قریش فقلت
لیس علی شامة کما شامة او ظہر فکرمنا قال ابوکر اعظم الکعبہ میں موط
یرید اللہ یس ولولا انت ما انظرنا بہ فانه قد جئت فالت الغایة والکعبہ
قال ابوکر فکشفتم علی احسن حس وسانت عن الیہیں صلی اللہ علیہ وسلم
فقیل لی فی منزل خدیجہ فکرمتم علیہ باب فخرج الی فقلت یا علی فقد
من منازل الیہات وکرمتم میں ابانام واحد اول قال یا ایما کرمنا رسول
اللہ الیہ والی الناس کلمہ قائم یا اللہ قلت وما دلیلک علی ذلک قال
الشیخ الذی لقیته بالیمن قلت وکیوم شیخ لقیته بالیمن قال الشیخ الذی
اداک لایات قلت ومن خبرک بید یا حیثین قال الذی المظلم الذی
یا فی الانبیاء فقلت منذ بدلت فاما الشہادت لا الہ الا اللہ واک رسول
اللہ قال ابوکر فکشفتم ومانین لایبنا شد مودود من رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یا اسلام۔

یعنی کہ یہ مبنی بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ بیان کیا کہ میں قبل بعثت
 بن کی طرف گئے اور وہ ان ایک شیخ کے ہمراہ تھے جو نے جو قصیدہ ازاد سے تھا ادم و زاما
 و تین سو مرتبہ پڑھا اوس نے بکھوڑ چکر کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ عہد کے رہنے
 و اسے ابو بکرؓ نے کہا ان۔ پھر اوس نے کہا قبل قریش سے ابو بکرؓ نے کہا ہم قریشی
 ہیں تب اوس نے کہا تو قبلہ یقین سے ہو گا ان یہ زمانہ چند اللہ بن عثمان بن اوداد
 کہیں بن سعد سے جو تین بن مروی اولاد سے ہے شیخ نے کہا اس ایک ملاست روگئی
 ہے تم اپنا بیٹ لکھو تو تم و یحییٰ ابو بکرؓ نے کہا ہم اسے نہ کرینگے۔ جب تک تم اپنا مطلب نہ
 بیان نہ کرو گے کہ اسے لکھو تو ملاستی معلوم ہو اسے کہ سر مرہن ایک بیٹ بیٹ ہو کر اسے
 اپنے دو درگاہ جو گئے ایک بڑا اور ایک جوان۔ جوان تو طیبہ بن کا بیٹ بیٹ اولاد جو گئے
 اور مشکون کا کل کرینا والا۔ بڑا سفید رنگ ہو گا۔ اولاد نر نام بیٹ بیٹ بہت ہو گا
 اور ملکی بائیں دان بلکہ ملاست تو کر تم اپنا بیٹ لکھو تو اس سے کہو کہ اس مقین
 تم بن باقی باقی ہیں کہ یہی صفت حکوم بن میں دیکھ سکتے ہو کہ اسے اپنا بیٹ لکھو تو اسے
 سے دیکھا کہ اسے ایک سر ہے دیکھو کہ اسے ایک سر تو ای وہ شخص ہے اور چہ جے ایک بات
 سے اسے بن دیکھو خلاف مذکور ہو چکا ہے کہ اسے راہ ہدایت سے گم ہوئی اور طریق و سلی
 کو نہ چھوڑا اور خدا سے خوف کرتا وہ ان باقون میں جو وہ جے عطا کرے ابو بکرؓ نے جس
 ہم اپنے کاروبار سے فارغ ہوئے تو غیر بن وادع اس شیخ کے پاس آئے اوس نے
 ایک قصیدہ حضرت کی حق میں پڑھا کہ اوس قصیدہ کو مان نہیں کھا ابو بکرؓ نے
 جب ہم داخل کر دیئے تو غیر بن ابی سیدہ شیبہ بن ربیعہ ابو اسفل۔ ابو جھیری اور صا وید
 قریش ملاقات کو آئے تھے ان سے احوال کہو یافت کیا کہ کوئی نئی خبر تو نہیں ہے اور
 بیان کیا اس سے ابو بکرؓ کہہ سکتا ہے کہ تم ابو اسفل۔ یہ گان کرتے کہ وہ نئی ہے نہ
 تھا راستہ بھلا قریشی ان سب باقون کو کوئی ہو اسے بعد ابو بکرؓ حضرت کی ملاقات کو
 گئے اور بوجھا کہ حضرت نے فرمایا خدا کے رسول بنا کر ہماری طرف اور تائی مالک
 طرف بھیجا ہے ابو بکرؓ نے دلیل نبوت پوچھا تو حضرت نے فرمایا وہی شیخ اوسل ہے جس سے

میں ملاقات ہوئی اور اس نے کہہ گئے شیوخ سے ملاقات ہوئی ہے حضرت نے فرمایا وہ
 شیخ جس نے بکھوڑ قصیدہ پڑھا ابو بکرؓ نے پوچھا کہ اسے کیا خبر ہے فرمایا وہی قریشی ہے
 ملا ہے جو تائی یہ خبر پڑا تھا ہوتا ہے ابو بکرؓ نے اسے بعد اسہ قتل کیا اور ہدایت کاوش
 ہوئے۔
 اس روایت سے بخوبی معلوم ہو کہ یہ سب سرور قریشی ہیں بن سے ابو بکرؓ کی ملاقات
 ہو رہی ہے وروہ حوالہ کی ضرورت ہے بن اور حضرت کے دونوں نبوت کو ثابت
 ہیں کہ یہی ایک امر ہے ہوا ہے کہ اس میں پھر تحقیق ہے اور نہ پھر نہایت جس سے معلوم
 ہوا کہ اگر حضرت کی مصیبت برائی باقی اور وہی جو ش و خروش نہ دیکھا جانا
 جو ابو بکرؓ سے دیکھا تو یقین اسلام اس میں ایک عرب بن تھا اور بکرؓ خصوصاً
 بھیل جانا کہ بکرؓ ایک ملکی تھا اسے اسلام نہ ہوا کیونکہ غزہ طوری کی جانا تھا خدا ان
 عبد اللہ بن ابی اسفل کا جس سے عثمان سے بائیں بنی ہیں۔
 اس امر کی حقیقت کہ دونوں نے ابو بکرؓ صاحب کو راہ و ملاقات سلامانہ
 کھم کی یاد کی کہ کوئی خطی ضرورت نہیں تھی تو نہیں خارج ہو گیا۔ مگر تو دیکھو کہ اس سے
 کی خبر حضرت ابو بکرؓ صاحب کا یہ ان کو سامنے ہو کہ کہ بن آئے کے سامنے اوس کی
 تقدیر ہی جاری تھی کہ وہ اس کا عقبہ بن ابی سیدہ ابو اسفل و غیرہ سے اس کے بکرؓ
 کر کے اسلام کی۔ وہ ان کی کہتے کہ وہ اسلام ہے جس کی تیار تھی ہم اسے بنی سے سے
 آئے ہیں کہ کوئی قوطہ ہے عرب جتنے سے وہ کہ بن اور بکرؓ بنوں کی خبر و خبر ہوا
 اعتقاد دیکھتے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ بن سے اس وقت تھے کہ تم تو بیٹ سے تھے
 آئے ہو کیا کہ یہ خبر بنی سمیل بن سہرت ہو گا اور ہم بھی اسے اس بنی سے اسی خبر
 سنئے آج بن تو کیا حال تھی کہ وہ اسلام نہ لائے اور اگر حضرت سمیل بن سہرت
 و کہتے کہ حضرت نواون کی کہ ہدی کر گمان تھا اون کے دل میں در اسلام ہوا
 تو ان سے اس کو بیان کیے۔
 اسلام طلسم و زہر وغیرہ حضرت ابو بکرؓ کے خوش و خوش کی وجہ تو یہ معلوم

سعد بن ابی وقاص سے اونٹ کی مٹی اور خاکریز پر مارا جس سے اس کا سر ٹھکی
ہوا یہ پہا خون ہے جو اسلام میں گرا گیا۔

دیکھئے یہ سعد بن ابی وقاص وہی ہیں جو بقول مؤرخین ابو بکر کے بعد اسلام لائے
اور اسی وجہ سے سادس الاسلام کہلاتے ہیں مگر وہی جوش ان میں بھی بھر پور
ہے جو حضرت ابو بکر میں غاملاً لاکر مدینہ سلطان ان کے فیصلے میں ہیں۔

مگر جو کہ وہ انی مٹنی رسول جیسے کوئی کام دیا نہیں کرتے کہ جوش پیدا ہو مگر سعد
اور دوا ہو گئے۔ انھیں سے وہی راہ اختیار کی جو ابو بکر کو طرہ تھا کیونکہ آپ بھی سکتے
چاہے سعد بن ابی وقاص کی اس حرکت سے کہ ایک کا فروغ دینی کیا قریش میں کیا اثر
پیدا ہو گا اور نبیہ اور اسلام کو اور رسول اللہ کو شکستہ پڑا ہو گا یہ سب مقدمات
تھے ان مصائب کے جو حضرت محمد رسد ہیں۔

اختلافات اہلسنت۔ یہاں تو پہلے دیکھا کہ سعد بن ابی وقاص نے یہ حضرت
ابو بکر سے جوئے تاریخ طبری و کمال میں لکھا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا
وہی صحیح بخاری میں اس طرح ہے کہ عاصم بن سعد بن ابیہ مال دینی و
ثالث الاسلام کہتے ہو کہ دیکھا کہ حضرت ثالث الاسلام نے کبھی نہیں میں ابن حجر
مطہری لکھے ہیں عاصم بن ابیہ لو سید احمد قدس کے کہتے ہیں کہ فی مسند اہل بیت ہوا۔
تفصیل کے لئے تہذیب بخاری مسند اہل بیت۔

ہاں تو یہ بیان ہے کہ ابو بکر یا کوئی کلمہ اور وہ سلمان ہو سکتے مگر کتب رجال میں ان کے
اسلام کی وجہ یہ بھی ہے یہاں سے استفادہ ہوتا ہے کہ ابو بکر ہی میں ابی کریم بن ابی اسوی
تھے۔

وجہ اسلام ماروی حدیث ان فی حدیث لا اصرار شیخ الاسلام
قرطبی نے روایت مستحق الی ذلک القدر ابو بکر و علی و زید بن حارثہ و
اہل بیت علیہم السلام الی رسول اللہ فی شعب احبہ و افاضت رحمہ
خود سعد بن ابی وقاص کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے خواہد بین دیکھا کہ ایک ہی انداز

میں تیسویں کہ کچھ دیکھا ہی نہیں دیتا اور سیکھ لیا ایک ہاتھ دیکھا اور دوسرے طرف چلا
اور کچھ ملے اور وہیں جا کر تھے جسے سبقت کی ہے جب خواب سے بیدار ہوئے
تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

اب وہ بیان کہ ابو بکر ان کو لائے اور سلطان ہوئے اور کہان یہ بیان کہ پہلے یہ خواب
دیکھا اور اسلام لائے کیونکہ میں جو سکتا ہے پھر صحیح بخاری کا بیان کہ یہ سب سے
پہلے سلطان ہیں اور اس روایت کا یہ بیان کہ ابو بکر نے سبقت لیا ہے کیونکہ میں جو سکتا
ہے۔

زادہ تر تعجب یہ ہے کہ جس وقت کو بیان تو نہیں لے لکھا ہے کہ انھوں نے پہلے
پہلے اسلام میں خون کیا الہی حال سنا اعلیٰ نہیں لکھا ذریعہ میں استفادہ ہیں یہ واقعہ
میں سے نہ سیکھا سعد بن ابی وقاص ہیں۔

یکہ بکر کے سیکھا سعد بن ابی وقاص کہ یہ سب سے پہلے میں مارت میں جو بعد ہجرت ہوا انھوں
نے تیرے حال دیکھا جیسے لکھا گیا وہاں میں رہا ابھی کہ سید اللہ و ذلک فی حدیث
عاصم بن ابیہ مال دینی و

مگر جو یہ وہ سول دینا نہیں چاہتے۔ کیونکہ ہم خاص ہاں سے حضرت رسول کے اصل
علاقہ تھا اب ابھی تھا چھوٹا چاہتے تھے تیرا و کمال ابو بکر و سعد بن ابی وقاص
سے اس علاقہ کو کبھی اعلیٰ خاک میں غلا دیا۔

ابو بکر کو تو خلافت دینی ان کو یہ نام دیا ہو کہ ابو بکر تک فو کی حد و ان کو یہ نہیں دیا
عربوں نے ابتر ملک دین میں ان کو یہ نام دیا کہ ابو بکر کی جیہ و انھیں سے قاطع کی
اسی وجہ سے کہ عمر بن سعد قائل امام ہیں وہاں کہ ایک مشہور شہس تھا عمر کے
اگر نہ تھے سعد بن سعد کو حکومت کو فہ سے بوجہ شکایت فرول کیا اور صحیح بخاری و حدیث
ابن سعد و عثمان بن عفیف کو مختلف علو نہیں دیکھا کہ وہ نام لکھا اس کے بعد بھی
سعد کو حکمران کو فہ نام لکھا اور پھر معزول کیا جس کے بعد بخاریہ بن شہد کو حکومت کو فہ
وی اون وقت وقت عمر و عیسا حکمران۔

طریق سے ابن عمر سے مروی ہے کہ کسی نے یہ نہیں کہا کہ حضرت نے اس حدیث کو
قبلا ہو۔

وہ کہ جنوں اور اہل کتاب کے کون ایک دوسری جو ملتا ہے جس سے ملکہ بن کر رہے
 بیان کیا کہ کون کی وفات سرحد میں ہے جو عبد الملک ان علاقوں کا ناظمین
 ناظمہ اہل کتاب کو ادھون نے شہ کیا

خلافت عبد الملک (۱۵۱ تا ۱۵۷ھ)

قال أبو بكر بن عبد الله المزني رحمه الله في إسناده عن أبي حمزة يوسف وكان خرا المكي فمر
بدمروان فقال وبني لإمة محمد من أهل هذه الدار فقلت له أي بني قال
أي بني رايت سوطا من قبل خراسان وكان صدوقا لبعض الملائكة من مروان
فغضب يوما على ملكه وقال اتق الله في أمة محمد أو فملكته ثم قال دعني
وإني ما شئت وشئت ذلك فقال اتق الله في أمرهم قال وجهي يزيد حيث
إلى أهل مكة قال لعبد الملائكة اخذوا بالله أبيت إلى الحرم الله فغضب يوسف
ملكه وقال حيث أبيت بهم يحكم وقال يحيى الضافي لما نزل مسير من خيبة الله
وحدث مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فجلس إلى جنبه عبد الملائكة فقال
للعبد الملائكة من هذا الجيش أنت قلت نعم قال فكذلك أمك المديني إلى
من سير إلى أول مولود ولد في الإسلام وإلى ابن خزيمة رسول الله صلى الله
عليه وسلم وإلى ابن ذوات النطاقين وإلى من حكمة بسيل الله صعد الله عليه
وسلم ما ولد من جنته ثم وجد من صانعة ولعن جنته ليل لا تجد له قاضيا
فلو أن أصل من أصله على كذا لا يكرم الله جميعا في الدنيا فقامت صلاته الملائكة
إلى عبد الملك وخرصا مع الخراج حتى فكتناه وقال ابن أبي عاصم في بعض
الأمالي لعبد الملائكة والصحيح في خبره ما سبق وقال هذا المعنى القوي.

یعنی کہ بہن عداوتہ فرقی راوی ہے کہ ایک چوری جس کا نام پوست تھا جو عالم ہندو تھا وہ
اسلام لایا اور ایک روز اس کا گھر روانہ کے محبت کی طرف آتا تھا کہ راستہ میں اس

[illegible]

یہی مانی بیان کرتے ہیں ہم اوس لشکر میں تھے جسے بنو نہد نے قہر بھی تھا ہم سر
رسول بن داخل ہوئے اور عبداللہ کے پاس پہنچے تو اوس سے گالی دیکر کہیں
تو بھی اسی لشکر سے ہے جیسے مکہ مان تو عبداللہ نے کہا جانتے ہو کس سے کہتے ہیں
ہو یہ ہذا شخص سے جو سلطان بن پیدا ہوا اور یہ مذکور اسی رسول ہے اور وقت
الظہر میں کاشا جسکی تھک خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قہر کو روزہ دار سے راست
کو شب کو روزہ دار کا اسی زمین اس کے قہر پر آمادہ ہوا تو خدا اسکو ہزین فرمادے
میں وہ اس کو چاہے خلافت عبداللہ کو ہی تو اوس نے ہم کو صحابہ کے ساتھ اسی
عبداللہ بن زبیر کے قہر کو بھیجا تاکہ کہ جسے قہر کیا میں ہی عادل کترین کہہ لیا کہ
کو میں سے ہوئے قرآن کی تلاوت کرو ہاں کہ عزو خلافت ملا اوس سے قرآن کو نہ
کہہ لیا کہ آخری حد سے چار تیرے ساتھ۔

غرض یہ سب انکار کا نتیجہ تھیں جنہوں نے صبر و دلالت انہیں قتل اور
واقفہ دی اور مطابق اس کے واقعہ بھی ہوا پھر تھپہ ہے کہ ان سب اپنا ہے
تو انکی حقیقت نہیں ثابت کی جاتی۔ اور ان کے لئے عیش کے بار میں وہی خبریں دیں
حقیقت قرار پاتی ہیں

عبدالملک بن مروان کے زمانے میں ایک بے پروا و کمر سے غلبہ ہوئے ان سب کی جان

بیرون ہو گئے نہ عمر کے بتوئی کے کہا اسے مگر کسی کسی دوسرے دین میں ہو کر
 کیا ہم ہو سکون انہیں۔ یہ منکر عمر اپنے بتوئی پر تو چل پڑے اور اسکی ڈھڑکی بکری
 غرض دونوں میں اور کھانک پھٹ پھٹ گئی تو کوئی حد نہ رہی لہذا اسید کو زمین پر
 گر کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے عمر کی ہمت سے یہ نہ ٹیکر عمر کو گر کر اس پر قوت ہے
 عمر نے ایک لاکھ دینار جس سے خون نکلنے لگا عورت سے جب اپنے بہرہ پر خوشی ہو
 تو اور بھی غصہ ہوئی اور کہا اسے دشمن خدا کیا تو اس پر جنت کا سہا پہلے کہ خدا کی قیام
 کے خاتم ہیں یا یہ کہ ان کو دوسرے دین میں ہو گیا ہم نہ انہیں سے یہی کہہ
 رہے تھے تو ہم اسلام لائے تب جو تیری چاہے کر عمر اس کے یہ کہہ تم سکون دم ہو اسے اور
 کے پلٹنے سے اور اسے اور کیا وہ سمجھتا کہ وہ اس کے یہ کہہ ہے تھے۔

صفوہ میں ہے کہ عمر کو کھڑے کئے تھے کئے گئے وہ کتاب میں دکھائی دے کر اسے جنت
 کہا اس میں نہیں ہو گا عمر نے کہا اسے ہو گیا کہ میرے دل میں بھی تیری بات نہ رہی ہے
 لاؤ کہو دیکھا وہ نہ سوچا کہ جنت کون جنت نہ کہی عمر کی ہمت سے کہا تو قیام پاک ہے
 چاہے مثل یا نہ ہو کہ اسے کیونکہ یہ اس کی کتاب ہے کہ اسکو وہی اس کو ملتا ہے جو
 پاک جو عمر جنت میں لے کر رہے تو خضاب نے ہا پر ٹھکر کر کر کوئی دینا کہ وہ کہے
 عمر کی ہمت سے کہا جگو اسید ہے کہ خدا اسکی بھی ہدایت کرے عمر نے جب اس
 صبیحہ کو لیا تو اس میں سورہ طہ تھا جب آپ اٹھ اٹھا لا اھلا انا فاعلمنا
 ایک چور سے تو کہا بیشک جس کا یہ کام ہو اسکو سب سے کہ قبر کی عبادت ہے
 ساتھ نہ کی جائے۔ چکر کو چکر کے پاس پہلو پر منکر خضاب ہا پر ٹھکر آئے اور کہا
 کہ شہادت ہو گئے خدا نے ہا تو حضرت کی دعا تیرے اب میں قبول ہو کر کوئی حضرت
 سے حق کے روز فرمایا خدا کا خدا لا اسلام کو عزت دے فرمایا جو جہل سے دوسری دنیا
 میں جنت تیرے کو اسلام کی ابو جہل یا عمر سے کتاب ماکم میں صرف کر کا نام ہے
 اور در فضیلت ہے کہ اس کو جب اللہ نے اس حدیث کو سن تو کہا خدا کا نام کو عزت دے
 اسلام سے کہ اسکی اسلام تو خود عمر ہے دوسرے دن کو عزت دینا ہے اسکو کوئی کی

دیجیے

دوسرے روایت سے آپ جو کہنے ہیں کہ سب قطعی کا رد وانی خود صحابہ کی ہے کیونکہ
 عائشہ کے زمانہ کی بات ہے کہ جب اس طرح روایت بتائی گئی تو اسکا کوئی
 واضح ہو سکتا ہے اور خود حضرت عائشہ نے رد کیا کہ یوں نہیں فرمایا بلکہ وہی فرمایا
 تھا کیونکہ اس میں اسلام کی ذلت تھی سب سے بڑی ذلت انسانی کی ضرورت تھی کہ
 اسلام عمر سے دو عزت پانے کے اور پھر وہ سب کو حضرت عائشہ کی ولادت اس
 سال میں ہوئی ہے وہی السنۃ الخامسة والاربعۃ من النبوة ولدت عائشہ
 بنت ابی بکر علیہ السلام

یہی سند میں ولادت عائشہ کی ہوئی تو اب بتائیے لکھو کھس طرح اسے حضرت
 نے یہ فرمایا جو اصلاح کرنے میں کہ حضرت نے یوں نہیں کہا بلکہ ان کا
 غرض عمر نے جناب سے کہا کہ حضرت رسول میں پہلے عمر کے بتوئی اسید بھی
 ساتھ ہوئے جب حضرت عمر کے مکان کے پاس چور سے جہان حضرت قیام فرمایا
 تو بعض اصحاب نے شوق الہاب سے دیکھا کہ عمر اسے جہان اور اسے جہان حضرت
 کے پاس گئے اور کہا یہ عمر میں خدا پناہ دے اس کے شہر سے اسے سب بیعت عمر
 کی دکھائی جاتی ہے حضرت نے فرمایا اور دوازہ کھول دو اگر تیرے غیر آیا ہے تو ہم
 قبول کرینگے ورنہ قتل کرینگے

صفوہ میں ہے کہ عمر ج قریب مکان چور سے خود بان حضرت عمر اور علیہ السلام موجود تھے
 حضرت عمر نے کہا اگر خدا اسکا شہر پناہ دے تو عمر اسلام لینگے اور یہ رسول نبی کریم
 والا ملک اسکا آستان ہے اور حضرت اندرون مکان بیٹھے تھے ہمان وہی کا
 نزول ہوا تھا استہم بن عمرو اس مکان میں تھے تو حضرت نے انکو حمن دار میں پایا
 اور ان کا کپڑا پکڑ کر ایک تھک دیا اور تلواریں دوسری روایت میں ہے کہ حضرت
 نے انکے مالد و بازو کو پکڑ کر انکو اس سے نماز سے خوف لے کر اپنے گئے اور
 بیٹھ کر حضرت نے فرمایا اسے کہ کیا تو اب نہ لینگے بیشک تجھے بھی وہ عذاب نہ دلائی

جو ولید بن عقیل بن ابی اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن اسد بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن معدی قریظ بن ادد بن عدنان بن ادم بن نوح علیہ السلام سے کیا یا حضرت آپ خود فرمائیے۔

اقول ابوہمان وہی شریعت پر ہے جو فرمودی کہ گھڑوں سے منز کو دشمن سردستان و گزشتہ جو دور سینہاں کیونکہ واقعات عالم کے بالکل خلاف ہے کہ کوئی اس طرح کسی کے قتل کرنے کو چاہے

اس کے گھر کو یا ان کی گزشتہ اگر کوئی کسی کو مار ڈالنا چاہتا ہے تو چاہے چاکر کو مار دے کہ وہ ایک ہی ہمارے دوسرے میں کسی کو مار دے چلے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اپنی قوم و عقیدہ میں ایسا مغرور ہو کہ کسی شہزادہ کو بھی عزت ہو۔ سب یاروں سے اس غرض سے بتایا ہے کہ مکی خانی میں قبل اسلام دکھائیں۔

دوسرا رخس سے لیا وہ کیا کہ ہے جس سے ان کا اسلام ایک مولیٰ اسلام بننا ہے چنانچہ سیرہ مطہرین میں ہے کہ ہمارے کو تھپکریں غرض سے گئے کہ رسول کو چھین حضرت کو قاتل کیا کہ میں پاپا آپ سورہ الحاقہ پڑھ رہے تھے اوس نے یہ ہر کیا کہ بنے اسلام قبول کیا دوسری روایت اس طرح ہے کہ عمر نے کھائی پھرین عمر کا پڑھتے ہیں اس غرض سے مسجد اعظم میں اس کے قریب گئے اور دل میں سوچا کہ یہ حضرت کو قاتل کیا کہ قرآن کی تلاوت سے ہاتھ دل کو نرم کر دیا۔

اور ہر دوسرے کے حضرت جب تازہ ہو گئے تو ہم بھی پیچھے پیچھے بنے حضرت نے ہیکو چپان یا اور دلائل کہ رات کے وقت کیوں لٹکا کر آپ پر جان لائے کیلئے یہی سب سے روایت ہے کہ عمر کی من کو دروزہ عارض ہوا عمر دعا کیے اٹھانے کہ میں آئے ہر وہاں کہہ سے پٹنے تھے کہ دیکھا حضرت تشریف لائے اور چھوڑے میں داخل ہو کر جھک رہا اور تازہ پڑھا اور تازہ کر جانے کے بنے حضرت سے ایسا سلام سنا کہ کبھی نہیں سنا تھا حضرت کے پیچھے چلے تو پتہ چل گیا کون ہے کہا عمر حضرت سے فرمایا نہ تو ان کو ہیکو چھوڑتا ہے نہ رات کو ہیکو خوف ہو کہ کہیں مدعا

فرمایا کہ جسے کہا اشدان لاء الامہ واکم رسول اللہ حضرت سے فرمایا تو اسکو چھوڑ گیا تا کہ ہر گز شریعت کے نہیں ہمارا سکول ہر گز شریعت میں طرح شرک کو تھا ہر گز شریعت سے تھا کہ سب سے پہلے کوس کیا اور دعاوی اور اصل دولت ہو

ان روایتوں کو پہلی روایتوں سے لائے تو صاف معلوم ہوا ہے یہ روایتیں کس غرض سے بنائی گئی ہیں چنانچہ ان سب کے بعد خود صاحب سیرہ مطہرین میں وجہ تاج الجمع بین حدیث اور روایات علی تقدیر صحیحہا شواہد علیہا ان حجر المیشی قال ولیکن الجمع بعدہ والواقعہ قبل اسلامہ ہذا کلاماً علی تامل فیہ مدد

یعنی یہ روایتیں جو ایک دوسرے کے خلاف اور ایک دوسرے کی ضد ہیں ان میں جمع کرنے کی ضرورت ہے بشرط صحت۔ ابن حجر کی کہتے ہیں ممکن ہے کہ یہ واقعات مختلف اوقات سے ہوں۔ مگر یہ ایسا کلام ہے کہ بہت بچہ فانی میں ہے۔

افسوس ان مورخوں نے محض اس غرض سے کہ حضرت عمر کی حیثیت فانی قبل اسلام دکھائیں یہ روایتیں مکتون اور اس کے کسی کو نہ مانا ہوا کہ صاحب کو ایسا مسلمان بنائیں جس کے دل میں کچھ بھی نہ ہو کہ مادہ تھا اور جس طرح صدمہ لگا۔ قرآن کی فصاحت و بلاغت سکرا ان لائے۔ اسی طرح عمر صاحب بھی کلام بھی کو سکڑا ہوت ہو گئے۔

مگر نکواس سے بہت تہین کہ عمر صاحب کو بیکر اسلام لائے ہیکو اسی روایت کو کہتے ہیں جسکو وہ لوگ بیکر سے خود سے بیان کرتے ہیں چنانچہ اس کے بعد سیرہ مطہرین میں ہے۔

ومن خلقت اعمی ما کان سینا لاسلام حمون اباحیل بن ہشام قال یا عمر فریق ان محمد افلاکہم المہکدہ سفہ المہکدہ و زعم ان من مہکدہ من اسلام و یقولون فی ان راوس قبل محمد علی سائہ فافہکدہ و سوا

کرب قریش نے وہ کیا نصرت کی عزت و دین و شہرہ رہی ہے اور آپ کے صحابہ
عزت میں عزت تمام غیر چون عیسیٰ اسلام لائے اور ان کی قبائلی میں اسلام میں
رہا ہے تو سب سے پہلے کہ ایک شخصیت کو قتل کرنا چاہتے تھے حضرت ابوطالب کو سب سے پہلے
پھر ان کی اولاد نے اپنے خاندان بنی ہاشم اور بنی مطلب کو جمع کیا اور رسول اللہ کو اپنے شہید
بین داخل کیا (حضرت ابوطالب خود سب سے) اور قوم سے اسکی سندہ کی کہ پس میں
ہو سکے حضرت کی حفاظت کرنی چاہیے پناہ میں کا فروغ اسلام قوم سے اسی
نکست اسلام میں قبول کیا وہ بھی مہارت عادت ہا ایت اس حفاظت میں شریک
ہوئے۔

اسلام لایا کہ خاندان بنی ہاشم سے نہ نکل کر چلا جائے نہ کوئی میر و سکہ یا تو حلی عدلے
ذاتوں سے کسی قسم کا تعلق رکھنا ہے نہ کبھی ان سے صلح کی جائے حضرت علی
اللہ اجل پہلے پناہ سے جو اللہ کریم (ہے) تو مارے قریش کی قوت سب سے اور ان
صرف نصرت تمام قریش سے پہلے تھے کہ عاقر حضرت کو قتل کرنا میں ان پر کرگو
است، اس خون کا دوشہ لگا لگا اور خاندان میں آجوان کیا گیا دوسرے بڑے میں برس
تک یہ سادہ و قائم رہا بنی ہاشم اس مصیبت میں مبتلا تھے کہ ہر طرح کا غریہ و فحش
نہ پائی سب نہ کرنا پڑا اور کوئی چیز نہ کوئی بھی گرہب پیدا کر صرف نہ نہ
میں یہ لوگ اوس شہب سے اجائے۔

اس تمام و سبب حضرت کو نصرت ملی تو اسکے چھٹے بیٹے حضرت ابوطالب نے وفات
کی اور تین روز بعد حضرت صدیق نے اور اسکے تیسرے بیٹے میں حضرت نے مرگئے
کی طرف بھرت کی۔

اب جو لوگ حضرت علی کے طرف راہ میں دو بہت میں یہ نصیبت رسول اللہ کو پہنچی
اگر حضرت اس قسم کو یہ جوش و خروش نہ لکھتے تو رسول اللہ کو یہ فائدہ نہ پہنچتا
وچینا نہ تھا انی اس سے اسلام کی ترقی کی پناہیں کیونکہ خود حضرت اس مصیبت
میں مبتلا ہیں اب کون عقین کرے اور کون تعلیم۔

سی سے توحید و تہذیب و تمدن کے قلعہ والذین عیال و عورت و اولاد ان تعلیم
حقانہ و عدل علیہم جسکے سب سے پہلے کہ گریہ فتنہ ہوا اور عذاب آخرت تو جو ہوگا
اور کسب و کھیتی۔

غرض اسلام عمر نبی زید سے تقریب اسلام کا جس سے خود راہی اور خواہش انی
سے وفات کی کیونکہ آپ کو کچھ عین حضرت حمزہ کے بٹے اسلام لائے تھے
کوئی جوش کفارین تین بیٹا ملا کر وہ بیکے شیع اور غرض تھے کہ جو کچھ وہ تابع حق
رسول تھے اور نہ بیزاری حالت مگر رسول نہ کرنے تھے نہ اپنی خواہشوں کو دین
میں داخل کرنے سے اسلام کی سطح اسی طرح ہوا رہی اور عرق اسلام لایا ہوا اگر تین
فتنہ و فتنہ جوی اور ہر حضرت کا قدم کہ میں نہ جو کچھ ہا تک کہ کہ جو کچھ مرے
جا کر اور خدا سے وفات و دوسرا مانا کیا۔

اس تین برس کے زمانہ میں اسلام کی اشاعت میں جو کچھ ہوئی وہ تو تھا ہر سہ او کچھ
علا و ابان طریقت کو اور تینوں کو کچھ کھڑا نہ کیا میں جو کچھ حضرت اوکرتن عمر
طہ ہیں۔ زید میں۔ سعد بن ابی وقاص ہیں۔ عبد الرحمن بن عوف ہیں۔ ندرت
رسول میں کو کوئی پناہ میں سکنا یا خود کو جمع ہوگا اور خوف و رجا میں مسکرتے
ہو گئے جہاں یہ حالت اسلام کی اوکو باورس کرتی ہوگی وہاں کلاسون کی خبر ہو
ہو کر و عمر کو پہلے ہی پہنچی وہ ولید ابی ہوگی۔

اس میں حضرت ابوطالب ہیں جو کچھ اللہ حضرت ہمارا آپ کے
سفر طائف ان کا زمانہ بگذرے اور کا بیان کرتا تو طائف فقر سے خارج ہے
نہ پڑی فح کے طے اسبقہ رکائی ہے کہ میں برس تک حضرت برس طائف آپ وہاں نہ
بندھا کہ نہ کوئی باہر مل مکان نہ کسی سے تکرار و طرقت کر سکتا۔

ماور و فوات حضرت ابوطالب و تہذیب کے بعد خا عقین کا شہد اسقدر فرما گیا کہ آخر
ابو لہب کو بھی تعزیم لایا پناہ میں تیس میں سبے روی میں عید اللہ میں تعلیم
قال لما توفی ابو طالب و جد جہ و کات بینہا ثلاثہ ایلاد کا سر و دھو و اللہ

خلافت ہونی اور سب اسلام لائے۔

اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہو کہ حضرت کا یہ سفر خالی نہیں گیا بلکہ عدائے انصاری مسلمان ہوا اور ان ہی میں معلوم ہوا کہ کنیز یا بن خازن جو حضرت کے ساتھ تھے وہ حضرت کو کھانے پاتے تھے جس سے وہ کھانے پینے لگے۔ تو کیا حضرت ابو بکرؓ کا آپ کے ساتھ رہنے کو اتنی خدمت تھی؟

اور اہل سفر غارین کو کہا جاتا ہے کہ ہر طرف غارین دیکھتے اور اپنے کپڑے
باندھ چھڑا کر اور اسے سوراخ بند کرتے حالانکہ وہ ان کی ضرورت نہ تھی بلکہ
اگر اس سفر میں ہوتے یہ بھی ان سے نہ ہو سکتا کہ جو پیچھا دو اپنے بدن پر
بیٹے اور عصمت کی حفاظت کرتے۔

اس روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جنات سے ملاقات ہوئی اور وہ شریف
 یہ اسلام ہوئے اس کے متعلق ایک تازہ روایت الہی تایید نہیں میں ملاحظہ
 ہو کہ جب دوسری مرتبہ ان کو حکم ہوا کہ جنات کو قرآن سنو فقال رسول اللہ
 ان صرت ان اقراء علی الجن النیلة فایکرم تبعی قالوا لا
 قال لیس ایہ اطرقوا فابعہ عبد اللہ بن مسعود وقال عبد
 ولم یخبرنا احد منہ ۳۳

حضرت نے فرمایا کہ مجھے علم ملے گا کہ آج کی رات جہنم کو قرآن میں منان کیوں
 ہمارے ساتھ جہنم ہے۔ حضرت نے اس کلمہ کو تین مرتبہ فرمایا مگر کسی بھی شی
 عی نے اس کو نہ سنا۔ سب گردن ڈال کر رہ گئے۔ عبد اللہ بن مسعود حضرت کے ساتھ
 تھے اور انہوں نے ان کی گواہی ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔

وہی ابن مسعود ہیں جنکو حضرت عثمان نے اسوجہ سے برا ٹھاکر اور خوں
 بنا کر ان کے کونین دیا حالانکہ ان آیات کے سننے والے تھا وہی تھے
 اے ان واقعات کو بطور اشتہار صرف اس غرض سے لکھا ہے کہ معلوم ہو

صحابہ کے خلیفہ کی وظائف کو وہ شہرت دی جاتی ہے خصوصاً حضرت
بوکریمہ و عمرؓ کے ایمان اور صفات کی کیا بات تھی کہ آپؐ تنہا لاکھ
تشریف لے جاتے ہیں اور یہ ایمان جان نثاری شہر سے نہیں نکلتے
حضرت خلیفہ کو قرآن سناتے جاتے ہیں اور صحابہ ستر تین مرتبہ فرماتے
ہیں مگر کسی دین مست نہیں ہوتا پھر تیسرے یہ کیسے ایمان دار تھے۔
چوتھا زمیندار داخلہ مدرسہ ہنگام تو اسلام عمر کی بات تھی جس سے حضرت
کو مصیبت پھیلی تھی پھر یہی کہ غضب اوطالب میں مضمون ہو۔ اور میں کہیں
مید جب وہاں سے نکلے تو وفات حضرت اوطالب وغیرہ کی مصیبت پیش
آئی طائف پہلے تو ان لوگوں نے ساتھ فرمایا۔ اب حضرت کے بھرت زمین
کا قصد کیا تو یہ حالت ہوئی۔

ہجرت علم امت کے گیارہویں برس موسیٰ بن جعفر کو مکہ مدینہ سے آئے
تھے جب حضرت نے اسلام کو عرض کیا تو پہلے روادی شریف بہ اسلام ہوئے
اسو و بن ذرہ قیس بن ذکوان کیونکہ ان لوگوں نے جو سے سنا
تھا کہ ایک نبی مبعوث ہوئے والا ہے بنی اسمعیل سے اس کے رکھ رکھی پہ
آدمی قبیلہ خزرج سے جی شریف بہ اسلام ہوئے اور مدینہ بن اسلام چلے

مسئلہ تین حضرت کو معراج ہوئی تھیں یہاں پر اختلاف ہے کہ قول ہے تو یہی
کہ حجرت کے ایک سال قبل یہ واقعہ ہوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الشیاع اذ علی العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ والبرہ علی صندہ تاریخ خمس

جیسے متعلق حضرت فراتے ہیں کہ جب تکوین معراج ہوئی تو عرش پر گہرا دھچکا
 اذالہ والا آمد محمد رسول اللہ ایدتہ یعنی کہ پہنچے اگلی تائید کی حضرت مٹی کے
 ذریعہ سے۔ اس واقعہ پر جو کچھ انکار قریش سے کیا وہ تو ذلیل ہر سہ گمراہ و سہ

طرحہ پر جو کہ دست سے صحابہ مرتب ہو گئے کیونکہ ان کی عقل میں یہ بات رہی
کہ جس ملک شام ملک کا قائل ایک مہینہ میں جاتا ہے وہاں کوئی شخص ایک شہر
میں کوئی نہ چھوٹے مکان سے رہتا ہے ۳۵۵

مسلم بن اسلام نے یہ خبر وہ بنی خاص شہر میں حاصل کی جس سے وہاں
سلمان کا مرکز بنے لگا اور حضرت نے بکثرت علی صحابہ کو وہ اندر نہ کرنا
سب سے پہلے ابو سلمہ بن عبداللہ قرظوی شہر سابق حضرت ام سلمہ
میں رہتے ہوئے کیونکہ وہ ہمیشہ سے کہہ رہے تھے اسی کو کفار سے پھر انہیں
دینی شروع کی جس سے چاہا کہ ہمیشہ وہاں باقی رہیں کہ انصار مدینہ کے اسلام
کی خبر سنی اسلئے مدینہ روانہ ہوئے جس سے یہ چاہتے تھے کہ شام کو عامر بن
ابو عبد اللہ ہوئے۔ حضرت نے مصعب بن عمیر کو بعض تعلیم دے کر اسلام
روانہ کیا اور یکے بعد دیگرے لوگ جاتے گئے۔

ابو جعفر بن الخطاب، زید بن الخطاب، عمرو بن عبد المطلب، زید
بن عمار، حمید بن عمار، عبد الرحمن بن عوف، زبیر بن عوام، عثمان بن
عقبات وغیرہ روانہ ہوئے۔ سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ قدم المدینۃ عمر
بن الخطاب و جلاس بن ریعہ فی عشرین رکاباً من قبلہ

کہ ان بنی الخطاب اور عباس بن ریحہ میں مورخان کے ساتھ واردہ نہیں ہوئے
انہیں سے آپ جان سکتے ہیں کہ ان میں کس قدر جوش ہوا ہوگا اور وہ
صلحت رسول پاک میں ملی ہوگی کہ اسلام نفی طور پر دست بردار سے اسی
سیرۃ حلبیہ میں ہے وہ بن علی قال ما علمت احدا من المهاجرین ما قبل
الاختلاف الا حمیر بن الخطاب فانه لما هربا بحجرة نعلوه، سيفه و تنكب قوسه
وانقض فی يده يده سحرهما و اختصم عندهما ای و هم الحریۃ الضعیف
علىهما خاضریہ و بعض قبل الحریۃ و اللادۃ من قوس بقنا
هذا بالبيت سبعاً ثم اتى المقادير فسلموا كعتين ثم وقف علی الخلق

واحد و اشد فقال لما هبت الوحی و لا یرونهم الله الا هاتوا لعل
ای الا خوف من اعدائهم تنكلا امره ای یقتلوا و یومئ و لاد و
ترسل زوجته فیلقی ویراها هذا الوادع

کہ جناب انبیا نے مشرین ہر ہر ملک جاتے ہیں ہر ہر قوم سے جہاں سے جہت
کی اوس سے چھوڑ کر دیکھ کر کہ وہ ظاہر ظاہر ہے اور اس طرح تھے کہ جب قصد
کیا تو لوگوں کو اس کی اور کھانا کو دوش پر رکھا اور چند قیران چھوڑ لیا اور پھر
رشت کی جانب لگا یا اور خانہ کعبہ کی طرف بڑھے سات مرتبہ طواف کیا کھانا
نہیں کھیا میں قریش سے چھوٹے تھے پھر مقام ابراہیم پر آئے اور دو رکعت
ناریز پڑھی اور عقدا بنے قریش پر آئے اور کہا کہ نہ لوگوں کے ساتھ نہیں اور
باک تم سب کی گزشتہ ہی جاتے جو چاہتا ہو کہ اوسکی امن سوگ نشین ہوا اوسکی اولاد
نہیں ہو یا اوسکی زوجہ نہ ہو وہ تھے اور اس وادی میں آئے۔

افسوس یہ سب اسلئے حرب و ضرب اس وقت تو روکنا یا ہر ہے جبکہ کہ سے
کل رہے ہیں اور فائدہ کعبہ کے گرد یہ برزخانی ہو رہی ہے جبکہ حضور میں
کفار قریش قتال و جنگ و جدال کو یا جاتا ہے مگر اس وقت یہ سب ہتھیار
پر کیا ہو جاتے ہیں جب قرانی کا موقع آتا ہے نہ بدترین یہ تو انگریزی سپہ سالار
میں بگڑے ہوئے ہیں مگر یہاں ان پر روکتے ہیں۔

خبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ بعض آہستہ آہستہ بیان سے کہتے
وہ تو یقیناً فوت ہوئی۔ اور یہ حدیث ہے کہ بعض نے کہا کہ عباس بن ریحہ کے
ساتھ میرے سوا نہیں اور عباس بن العاص جو اصل کا تعلق بنی ہاشم سے
وہ ساتھ ہے لہذا اس سے اطمینان تھا کہ ہمارے گھر میں اگر رسول اللہ صلی
یا اور سنا تو نہ آتے آئے تو کیا خدا کا شکر۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ صحابہ رسول دو قسم کے تھے ایک تو وہ جو
ہر وقت اور ہر جگہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے تھے و سکون میں بھی دیکھ لیا

فانما اخبرته قال له من اقرأ هذا الآية قال اقرأها اي بن كعب
فقال اظلقوا بنا اليه فاطلقوا اليه فاذا هو متكئ على وسادته يقول
باسم الله عليه فرد السلام فقال يا ابا السند وقال ليلى قال اخبرني
هذا الملك اقرأه هذه الآية قال صدق تلقيتها من رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال عمر انت تلقيتها من رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال نعم ما تلقيتها من رسول الله صلى الله عليه ثلاث مرات
كل ذات يقول قال في الثالثة وهو غضبان نعم والله لقد انزلها
على جبريل وانزلها جبريل على محمد فلو يستأمر فيها الحصاب ولذا ياب
لخرج عمر وهو فزع يده وهو يقول الله اكبر الله اكبر اخرج به العاكر
واحي ابن عدي انت كقاروق اعظم واورالدين اتعوه هم بني خازم
بعد من ظلمه ابى بن كعب ظاهره كمن صبح ويزود اوست يس ودر صحت بان صبح
رايات نور من الله مقصد دوم

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عمر بن الخطاب کا علم قرآن کے تعلق کے قدر تھا کہ
اسل قرآن سے ایک وانکا لیا تھا جس سے معنی پتی آتے کے بل گئے روایت
ورنہ راہی بن کعب نے اس موقع پر کہا اگر تم یہ واو نہ گھو گے تو تم ہمارے کا
لیکھ اور دوسرے وقت ہم یہ واسطی کہ ابی بن کعب کہہ رہے ہیں کہ بولنی طلائے
نازل کی کر کے نہ لانا اور دوسری صبح رہے وہاں میں تلخ زید بن ثابت سے بڑھا
تھا۔

ابو نضر حیرت ہوئی کہ عمر حب حدیث دین کیلئے حیرت
ملی نہ مستلا وہ اگر کہ کہ معطر سے مینہ کشہ بن جس سے چاہیے تھا کہ مینہ
حدیث رسول میں حاضر رہتے اور آپ کے نبیوں سے ستیف ہوئے یہ مایہ نگارین
میل کے جو حضرت بن ابی کعب سے روزانہ مامری کے یہ انتظام کیا کہ ایک روز
نوروزی عزت مولیٰ اور دوسرے روز اپنے نائب کو بھیج دیا کہ ان ہوں روز عدا

کہ بھی آئے بھی نہ آئے۔
اگر یہ حیرت اوس وقت رفع ہو جائیگی جب آپ کو معلوم ہوگا کہ عمر بن کعب کا شغل
مستراشان ہوا کہ وہ ان کے دوروں سے تعارف فرماتے ہیں جس سے بھی تو
اگر کہہ دے میں نہ جانتے ہیں اور بھی اونی کتابین نقل کرتے ہیں۔
عمر بن العقیل بدایتہ بجزاری بن سکتے ہیں قال قال عمر بن الخطاب کنت
الی اليهود عند دمر مستهم لقولہ فاخجب من موافق التوراة للقرآن
وموافقة القرأت للتوراة معاً
یعنی خود حضرت عمر کا بیان ہے کہ یہود جو وقت توراة پڑھا کرتے ہم اوس کے دور میں
میں حاضر ہوا کرتے اور اس امر سے تعجب کرتے کہ قرآن کے قدر بڑا فانی توراة
اور توراة کے قدر بڑا فانی قرآن۔

حضرت عمر انکو کمان فرست مل گئی تھی جو حدیث رسول میں روزانہ حاضر ہوا کرتے
اور کیا ممکن تھا کہ انہوں نے بجز تعلیم ہووے سے حاصل کیا تھا اور کونہ صرف کرتے
اسی وجہ سے انہوں نے ایک نئی شریعت بنا لی تفسیر و تشریح و تفسیر و تفسیر
پہلی تفسیر یہ سن کا وہ عدا و جبریل انی کنت اعلمی اليهود ہووے اور انہ
فقالوا ما من اصحابك احد اكرم علينا منك الا انك تاتيناك عتق
قال کان عمر یافى یهود یكلمهم فقالوا انہ لیس من اصحابك احد ان
ایمانا لینا ما لک عن قتادہ قال ذکر لنا ان عمر بن الخطاب اخلفی
ذات یوم فی الیہود فقلنا البصری یاہر جوابہ ووافیج ابن جریر عن
السندی قال لما کان لعمر رضی باعلی المدائنة شکان یاہنھا دکان
عمرو علی مدارس الیہود۔

علاء صراحت سب روایتوں کا یہ ہے کہ عمر صاحب کتب ہیں ہم یہود کے پاس انکو
دورس کے روز جاکر نے اس سے معلوم ہوا کہ اسی سبب حدیث رسول
آپ روزانہ کر کے پڑھتے تھے (اور انہوں نے تمہارے اس بارے میں یہ فی

تاسی کی بین منک جہاز -

تو راتہ بیان شدہ دنیا کی خدمت ہے نہ یہ کہ بیان ہے نہ غالی و مہیہ کا ذکر ہے۔
بلکہ اس کا کہ ہے کہ بطالت کرو اور قصہ و اوچن بسر کرو۔

[illegible]

ابن خروف اس لیے کہ حضرت عمرؓ اس کو راہ میں روڑا بنایا وہ سب روز شکر کے
 اکرے اور سب دروازوں سے نکلتے تھے اور وہ اس کے لئے تو سب
 سے علم تھا جس سے علوم اسلام میں ترقی ہوئی۔ کیونکہ اسلام کو نبی و علیؓ سے
 وہ اعلیٰ لکھ چکے و انصاف علی کو نعمتی پھر وہ اس کو راہ سے روک کر
 دئی ہوئی ہیں اس سے علم و حکم۔

ہون رسول اللہ کے اس جہاد میں حصہ لے کر ہو گئی اور یہ انصار
 نے اختیار کیا کرتے تھے یہی وہی گروہوں کا وہی فاطمی دور ہے جو
 مسلمان ہونے سے پہلے تھے کہ وہ قرآن مجید پر چھڑ گئے تھے کہ رسول اللہ
 کے نصیب پر غصہ آئے کیونکہ رسول اللہ کا حصہ تو یہ تھا کہ وہ دنیا میں لارہیں
 دراون کتا بین پر ایمان لارہے ہیں اور خدا کے پاس نہ والی ہیں تھا
 کی مصلحت کرنے والی ایسے اور کی تعلیم رہنے والی جس سے سختی ہو گئی
 ایمان لاسکے خداوند فرشتہ کو جان سکے اور میں ایمان واسم کا تیسرے
 ہی ہے کہ دنیاوی خود دشمنی اور دنیاوی دولت کا غم آئے ۔

اب جب اس کے حضرت نے تو رات میں کونسل لائی اور پایا تھا کہ کھلے حضرت کے پاس
 اس کے منہ سے عرض سے اسکو کھلے ہے کہ یہ سب عظیمیہ کی بات ہے۔
 مگر قرآن کی تفسیر تو علامہ تراز علی قزوینی نے حضرت سے جس میں انسان کو اسکی ہدایت ہے کہ
 اس حضرت پر ایمان لائے ایمان کا نتیجہ کھلے حضرت میں لائے گا۔ چنانچہ دوزخ سے اس پر
 خود نہ پہنچا اور دوزخ کے فریب میں نہ آئے کہ یہ بڑا کھلم کھلا کر لکھی۔

ابن کبیر اس آیت کریمہ کی قدر معلوم ہوگی وہ اس مسئلہ علیہم ایاتنا ہیجرات قال
لہم لا یخرجون لفقارنا انت بقرات فیہمنا او بدلتہم قال ما یکنون لی
ان ابدلہم من تلقاء نفسی ان شیخ الاسلام یحسن الی الی الخاف ان شیخ
ابن عبدالمطلب یورع عظیم و من یبہد

اور جب چارویں مرتبہ شکرستان کی جانی میں تو ہر لوگ جلا سے ملاکات کی تہہ
کھینچتے ہیں وہ کہتے ہیں وہ صبر و اقرآن لڑاؤ اور سکودہ لہو کہ وہ کہتے ہیں جیسا کہ
ہے کہ وہ نے دل سے اد سکودہ لوں میں قرار اس شکر کا جی ہوں چھو کہ وہ نے جیہی
ہے اگر انہی کی گزرتی تو عذاب روزہ فطر کا کھونٹ ہے۔

اور فرمایا یہ آری کہ ہر مسکب حال غلیظہ رو بہ ہے جو تو را کو اس شخص سے
 ملے ہیں کہ حضرت اوس کے کچھ علم حاصل کریں تو یہ حضرت اوس سے کہنا

یوں کہ جب وہ فرمایا ہوا تو اس کے نام دیوان لکھا گیا اور یہ فارسی نقطہ ہے اور اس کا
تقریباً وہی ہے کہ سب ایک اور کے الفاظ ہیں جگہ مشک ایک اور وہ ایک چوک
نقطہ ہے جس کے معنی تھوڑے بہت ہیں۔ عطا

سنت رسول کے تحت تو کہہ سکتے ہیں کہ صاحب کو اس کا علم خود ہو کہ وہ ایک
روز تشریف لے کر آیا کہ کچھ حضرت کو کہہ کر کے قہر رفت کر آتا دیکھتے پھر اس کی خبر
سے کہ کوئی خبر نہ سکتے تھے حالانکہ وہی الفاظ ہیں جن سے حضرت ابو بکر
کے عہد میں صرف ائمہ رہو اگر خلافت کے پہلے سال غیبت سے جو جہاد کا
وہ سب لوگوں پر ۱۰۰ اور دین کے جناب سے تفسیر کر دیا گیا دو سو سال تک
زاد ہوئی تو یہ خدا دوس سے کہ ہر چھوٹی گئی تھی

جس سے معلوم ہو کہ وہ سنت رسول جو پہلے سے رائج تھی کچھ شخص کو کہہ
ساوی تفسیر ہوا کہ صاحب کے زمانہ میں یہ پیروی شاہانِ عرب کے
دی گئی ساویہ حضرت مقرر ہو کہ ہر شخص کو یہ اعتبار و جاہت و ذاتی خصوصیات
کے تفسیر ہونے لگا۔

اب جتنی عقلیں رسول کی نصیحت کو دنیا کی طرف لوگ رغبت نہ کریں تھیں دنیا میں
بے مشغول ہوں وہ سب خاک میں مل گئیں ملاحظہ ہو صحیحہ رسالہ

پھر کوئی کہہ سکتے ہیں کہ ان کا ایمان اوس قیامت پر تھا جس میں نہ مذہب نہ نیاں
ہو سکی نہ دولت بلکہ اسکی تعجب ہے کہ جہانک ہر کے قیام کو دین اسلام کی
محبت دینا تو ایک فطری امر ہے پس ہر شاہ اہل عرب پہلے ہی مائل رہا ہے اور
سے اپنے تئیں سال موت کا شب و روز کے وعظ و بندہ از میں آ کر کرتے تھے
اور ایک حد تک ان میں کامیابی بھی ہو چکی تھی کہ عمر صاحب نے بوسیدہ و زکوٰۃ
لکھا ہوا وہی عادت ملی تھی کہ ہر ایک ہی قوس ملائین نہ نہ کا لڑائی ہے کہ وہ اپنے
اپنے مقررین کو خطا یا زیادہ دے دیتے ہیں میں سے اور انکی دنیاوی اور دنیوی
شرعی ہے اور اپنے بہرہ و مستحق کو اس کے حق میں جو شب و روز کے مشاہدہ میں

کہ جسکو معنی قوت اور مال زیادہ ہے وہ کمزور ہو گیا ہے

اسلام کو ہمیشہ سپریم رکھنا سوائے کے وہ کو اسے ایسا کہ تم کیا ہے کہ گدا و شاہ
میں کوئی فرق نہیں رکھا ہو ایک دوسرے کا گریختہ دوم سے اس رسول الہی کو
الکل مشابہ اور ہر دوسری طرف کو جاری کیا جو عرب میں کیا دینا میں جاری و جاری
اس طریقہ و دیوان کی تعجب سے غفلت رسالت سے امت و خلافت کو
ہمیشہ کیلئے مشابہ ہو کر وہ لوگ تو کبھی بھی اس کے خلاف نہ کر سکتے تھے جو تعلیم
تھی پھر کوئی رائل دنیا کی طرف متوجہ ہوتے اور انکی خلافت و امامت کو
قبول کرتے کہ یہ جو وقت جناب الہی کے حق خلافت کا مطالبہ کیا ہے تو یہی خواہ
ہے جیسا کہ کتاب الامت والیاسمہ میں تیسرے میں ہے عطا

قال علی کرم اللہ وجہہ اللہ یا معشر المہاجرین لا تخرجوا سلطاناً
محمد فی العرب من دارہ و قریبہ الی دور کو وہ دور ہو کر وہ
نہ حقون اعلمہ عن مقامہ فی الناس و حقہ فواللہ یا معشر المہاجرین
لننص الحق الناس بہ لاننا اهل البیت و نحن اهل بیت الامم و انکما
کان فیما القاری لکتاب اللہ الفقیہ فی دین اللہ العالمریبین رسول
اللہ المطلق الامر الرعیۃ الفقیہ فی دین اللہ العالمریبین اللہ المطلق
الامر الرعیۃ المدافع عنهم الامور المیسرۃ القاسم بینہم النوبۃ و اللہ
لہ فیما فلا یسبحوا اللہ فقتلوا عن سبیل اللہ فامروا و امن
الحق بیدہ

یعنی جناب الہی نے فرمایا اللہ سے مہاجرین ایسا کہ وہ کہ سلطنت محمد کو اس کے
گھر سے نکال کر اپنے گروں کی طرف بھاؤ۔ اور اس کے دوسرے جو جوان کو سب میں
مائل ہے اس سے محروم نہ کرو تو تم خدا کی اس کے عہد میں ہر لوگ سب سے
فرار ہونے لگے تھے کہ یہ کہ یہ ہم البیت میں اور یہ کہ ہم میں ایک شخص بھی قرآن کی
بہتر نہ ہو کہ ان کے تئیں دین خدا میں اور ہر مسلمان رسول اللہ و ہم سے بہتر نہ ہو

مائل کرتے اور مویہ کا عمل اسکے خلاف تھا مویہ سے عرب سے حضرت کوثر
بھڑوڑا اور مویہ سے گئے جناب کوثر نے اسکی شکایت کی مالک اشتر سے
کہ لوگ جو اساتھ چھوڑ کر مویہ سے ملے جانتے ہیں تو مالک اشتر نے جواب دیا
کہ حضرت پہلے اپنے خدا اہل اسیرہ کے ساتھ اہل اسیرہ و اہل کوفہ کی میتیں
چاہا کیا اور سوقت رائے ایک بھی اسکے بعد اختلاف پیدا ہوا اور متین ضعیف
ہو گئے اور تعداد انکی کم ہو گئی آپ سبکے ساتھ مدلل کیے تھے اور حق کے
مطابق عمل کرتے تھے و متین و شریف تھے آپ نے ترک کوئی فرق نہیں تو
جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ بھی آپ کے مدلل و انصاف سے گھرا اور گئے اور ان
کو ترک کر دیا جو مادیہ کتاب اہل غنا و شرف کے ساتھ کوثر کے لوگ ہیں
جو دنیا کے خواہاں تھے ان کو ترک فرما دیے تھے چون کہ کوثر بیکر اہل غنا و شرف
اور دنیا کو اختیار کرتے تھے پس اگر آپ اہل دنیا کے شیش کرین تو دیکھیں
کس طرح لوگوں کی گردنیں آپ کی طرف مکتفی ہیں اور کیسے خیر خواہ بن جاتے ہیں
خدا آئیے اور یہ درست کہ ہے اور دشمنوں کی جمعیت اور کید و مکر پر لگندہ
کرے اندہ جا تعلقات خیر۔

جناب کوثر نے فرمایا کہ جو یہ کہنا کہ ہم مدلل و انصاف سے کام لیتے ہیں تو نہ لوگ
عالم فرمایا ہے میں عمل صالح اذکرہ ومن لیسوا فلیسوا و ما یرید بطلا
الدین۔ اب اگر ہم ان کو شکایت کریں تو خدا سے خوف کتنے ہیں۔

روایہ امام مرقی اور دیگران گذر رہے ہیں وہ ہے خدا اور تھے چون تو خدا کا تبار
اک اور تھیں نے اس وجہ سے نہیں مخالفت کیا کہ چنہ اوپر کوئی نظر کیا ہو۔ اور نہ کو
چھوڑ کر کسی ناول کی خاطر میں جانتے ہیں بلکہ انکی غرض دینی و تہذیبی و اہل
بودن والی ہے اسی کی خاطر ان میں جانتے ہیں۔ اور ہر روز قیامت میں سے سوال
کیا جائیگا کہ دنیا کی خواہش کی حق باطلہ کے عمل کیا تھا۔

روایہ امام کہ ہم بھی ذیل میں ہیں اور اس قدر سے لوگوں کو اہل کرین تو یہ کہ

حاکم بنین کہ اہل لیلیت سے گیا اور اسکے حق سے نہادہ دین حال اگر خدا کو
عالم فرمایا ہے کہ میں قطعاً قلیلاً غلبت حقہ فکثرہ یا حق اقلہ و اللہ مع
الغالبین۔ اور خدا نے حضرت کوثر کو نبوت ابرار کا کیا ہوتا تھا تھے چھوڑا نے
بعد قیامت او کو ترک کیا اور بعد ذلت عمر کیا تو اگر خدا کو یہ نظر ہے کہ ہمارے
امور کی اصلاح کرے تو ان خفیوں کو درست کر دے گا اور اسکی دشواریوں کو
آسان کرے گا اور ہم تمھاری راہوں سے او کو قبول کر لیں گے حسین خدا و خدا کو
دینا ہے اور تمھارے ترک ایک سب سے زیادہ امین اور ستمگیر ہو اور شرف
افز

اب غور فرمائیے کہ خلیفہ دوم کے شریب دیوان نے جو بیکر رسول اللہین عمر
تھا کیا انکی لائق ہمیشہ کیلئے رہا کہ رسول اللہ نے اپنے شیش سالہ
اور نصیب سے جن لوگوں کو راہ حق دکھایا تھا اور خدا ہشام نے دنیاوی کو ان
روں سے نکالا تھا کس طرح خلیفہ دوم نے اسکو پھٹ دیا کس کا روئے خیرا
مقرر کیا کسی کا دس ہزار اب خلیفہ عمر کی کوئی کرا سبب ہو سکتا ہے کہ کوثر وہ بھی
و خلیفہ عمر نے اسے جانتے ہیں جنھوں نے اس طرح کی تصرف کی۔

علامہ ابن ابی شیبہ نے بیان فرمایا کہ میں صرف مویہ کا نام لکھا ہے کہ وہ اسکے
خلاف کرتے تھے مویہ و امیروں کو زیادہ دینا جس سے وہ لوگ اسکے خدا کو
جانتے مگر یہ کہ کتاب میں انھوں نے بھی غلطی کے شے کے طرز عمل کی طرف
اشارہ کیا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ

والقراوی والذی یرفکات عن اسد القاس دایا و اسیم تدیر و
الذی اشار علی عمر لما عزم علی ان یتوجہ فلیس لہالی حرب الزوم و
والقاس بما اشارہ والذی اشار علی عثمان بما امرہ کان صلاحہ فیہا
و لقیہا السجود علیہ ما حدث و انما قال اعداءہ ولا یجوز لہ لاث
کان متقیہا بالذبیۃ الذی خلافہا ولا یعمل فی تحقیق الدین عمریہ

سے اس سے بھی زیادہ۔

عبدالرحمان بن عوف بن ابی سہل بن ہزار گویا تھے اور ہزار باونٹ اور دوس ہزار کبریاں اور اس کے متروکات ۴ چوتھائی حصہ ۸ ہزار تھا۔

زید بن ثابت سے سوا چاندنی اس قدر چھوڑا تھا کہ پھر سے دو کا پانچ ملا وہ اس مال و فنیل کے سبکی قیمت دس لاکھ دینار تھی۔

زید بن بصرہ کو فخر مصر و مکنہ میں سکونت مالیشان بنوا نے تھے۔ اسی طرح ظہیر بن عبدمنان کی گاری کر کے بنوایا تھا اور نشت و سلج سے اس کو فخر بن کر لیا تھا۔

سعد بن ابی وقاص سے ایک مکان مالیشان شقیق بن بنو لیا تھا جسکی دیوار تیا بہت بلند تھیں اور اس کے اوپر بیت سے نشت بنوا نے تھے۔

مقداد نے مدینہ میں مکان بنو لیا تھا جس کے دیوار میں گاری کی تھی۔

یعلیٰ بن فیسم نے پاس ہزار دینار متروک چھوڑا تھا علاوہ عقار و خیرات کے جسکی قیمت تین لاکھ و دہم تھی۔

اب تراب سے سب دولت کہاں سے آئی خلیفہ دوم کی اسی ترکیب سے جو اونھوں نے تیسرے کا کاغذ خلافت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہیر

عبدالرحمان بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص و خاص مشر و مشر و سے ہونے کے وقت اب کا کیا کہنا اور یہی لوگ تھے جو ہندو نے خلافت سے طلاق کے دست و بازو بنے تھے۔ ظہیر زید بن حضرت ابوبکر کے داماد ہیں اور یہی دو نو عالمہ کو لیکر

جنگ اہل بین حضرت سے لڑنے لگے تھے۔

عبدالرحمان خلیفہ دوم کے ہنوئی بن جنھوں نے حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا۔ اور سعد بن ابی وقاص و خاص و بنی جنھوں نے کوفہ کو آہا کر لیا اور اس کے بیٹے عمر

نے جناب امام حسین کو کر لیا میں شہید کیا۔

زید بن ثابت قریشی نہیں ہیں بلکہ قبیلہ انصار سے ہیں۔ اگرچہ ظہیر بن عوف کے

ہزار و سترتین قرآن مجید کو انھیں نے سب خواہ خلیفہ سوم گماہ خلیفہ سوم کے دیوان تھے اور خاصہ و دین اور اس کے شریک تھے۔

یعلیٰ بن فیسم قریشی ہے جو بن کا ماگر تھا جس جناب ابی خلیفہ عوف سے تو سارا مال خرچ جو خزانہ بن میں جمع تھا یہ لیکر آیا اور اسی کے خیر حضرت عائشہ سوار

ہو بن جس کا ہم مسکرتھا اور جنگ اہل آلا سے ہوا۔ پھر بتائے لوگ کہ خلافت جناب ابوبکر کو تھی۔ رتبہ اور کوکر اسلامی خلافت کا مرقع تھی آخر قری بنو لاکھوں

کے فتنہ و فساد نے معاویہ کو اس طرح کی مادی کی کہ وہ خلیفہ ہوا حالانکہ انھیں رسول اوس خاندان پر خلافت حرام تھی۔

اس قسم خلیفہ دوم نے کیا کر لیا تھا اسکا پتہ اس واقعہ سے مل سکتا ہے جو تاریخ طیس میں ہے مستند بلکہ

وقد ردی ابن عمر لیا من حدیث ابن حنظل اسجد خروای ابن مسعود۔ و خلیفہ جابا موسیٰ پیدا کروا عثمان طاعنون علیہ قتال انشا

اللہ لواء عثمان فذکر الی انما لکھ مراد لیکر عطا یا لکھ لکھ متضون قال اللہ لواء عثمان فذکر الی اللہ انما لکھ مراد اسحاب فذکر و لا تظنوا علی

امین ایک اعرابی قبیلہ ہمدان کا در اصل مسجد بنو لاکھ ابن مسعود، خلیفہ ابوبکر اشعری تھے جو طعن کر کے بن عثمان پر اس اعرابی نے قسم دیکر اوقات

پر جھکا کہ سچ کہو اگر عثمان نکو بھر پڑے اپنے کام پر مقرر کریں اور نکو گوں کو خلیفہ ہو دے گا یہ وہ بن نکو سب راہی ہوا لکھ اوھوں نے قسم کھا کر کہا

بیک تب اوس نے کہا دیکھو اسے اصحاب خدا سے خوف کرو اپنے اہل اہل بن طعن نہ کرو۔

اس کے بعد ولف کہتے ہیں وفی هذا بیان ان من طعن علی عثمان انما

زالہ ایاہ و تعلیہ غیرہ و قطع عطایاہ و ذلالت ما یلی الاہل و اہل

[illegible]

تو اسکے مطالبہ پر اسکے کیا ہو سکے ہیں کہ حضرت اون لوگوں کو اعمال خلافت میں حق پہنچاتے تھے۔ اور وہ کوئی کام تھا جسکو آپ اہل تہذیب و فہم سے سب سے واضح سلطان ہی امر تقسیم نہیں تھے کہ خلافت مسند رسول علم پر گرا اور وہ علم پر گرا اور جو مسلمانوں میں دین کا مرکز تھا اسی سے حضرت نے اشارہ فرمایا۔

اگر کیا جائے کہ حضرت کا نگار موصوفے سے تھا کہ مثل او کیو و عمر عدل و انصاف
 ہم کہ کہنے کی تھی یہی البطلان ہے کیونکہ انصاف ہم کہ رسول کے خلاف ہے
 حسین حضرت کی تعریف میں فرمایا انصاف علی اور خیر خدا ہے ہمارا کیا
 اگر یہ غلط ہوئے تو ہو کہ وہ حق اور صراط مستقیم ہو جائے سکے ملاوہ کہ نہیں
 بلکہ یہی کہ حضرت نے خلاف قبول کرنے کے بعد کہ علی کا عدل و انصاف کیا
 خود حضرت کے اہل و امیہ اب سے جن لوگوں کے زینت کچھ علی دنیا کی طرف
 تیل تھا اسی عدل و انصاف کے سبب سے تامل ہو رہا اور عورت سے گئے۔

معلوم ہوا کہ حضرت کا انکار علی پر سر پرستی بخشنے سے اتفاق نہ ہوا۔ آپ اور آپ کے
ساتھ اہل کواکلیں چار سو بیچتے تھے اور آپ کے نزدیک یہ نہایت بڑا کاروبار تھا۔ اس وقت تو
دولت کو یوں اور اعتبار سے کہ جہاں ہل جائیں جب کہ عثمان نے دیکھا کہ اس وقت تو
اس شہر کو قریب کر لیا اور یہ دیکھا کہ اہل کواکلیں ہل دیا۔

سید الامامۃ والیہ استاذ ابن قتیبہ بن ہے

تأخره لك انما يريد دعوات فقال له عليك عهد الله وميثاقه بئس

هذا كتاب الله وسنة رسوله وسنة صالحيه وشروط
 من لا يفعل احدا من بني اسية على رقاب الناس فقال عثمان
 لم شأنا هذا فقال له ابا عبدك على شرطه من لا يفعل احدا
 من بني هاشم على رقاب الناس فقال على ذلك ما ايتك ولهذا
 واقطعتني عنك فان على الاجتهاد دامة محمد حيث علمت القرة و
 الامانة استعدت بها كل في بني هاشم وغيرهم قال عبد الرحمن لا
 على قطيع هذا الشرط قال على والله لا اعطيه له ابدا فتركه فقام
 من عنده فخرج عبد الرحمن الى المسجد فجمع الناس فحمد الله وامشوا
 عليه فقال ان اظهرت في امر الناس فلم ارفع يدي عنهم فقال عثمان فلا يفعل
 يا علي سبيلنا الى نفسك فانه السبيل لا غير ثم بعد عثمان فبايعوه
 يا ايها الناس -

یعنی عبد الرحمن جب سب بات کر چکے تو عثمان سے کہا ہوا اس سطر پر دست کر تھیں
 کہ کتاب خدا وصنت رسول اور دست فقیرین ہٹ کر دو۔ اور مرنے پر شہر لڑا کی ہے کہ نبی
 کے لئے کوئی کر نہ تھا عثمان نے کہا وہ ان قبول ہے۔

[illegible]

ہمدردی کے ساتھ ایک قہر سے سزاوارتہ اور کمال کی ایک عظیم طاقت کو آپ کا دل اندر رکھنے کے
لیاں اور یہ کہ اس قدر کو تو کبھی نہیں ہندو کہتے تھے اور ان کی شخصیت کا نام تو ہندوؤں
کو جتن کی شخصیت تھی۔

کریا آپ نے کسی آئندہ سلطنت میں بھی یہ شرط ہے کہ اگر شاہ سے یہ وعدہ حاصل کر سکتا ہوں
تو اس کو رعایت دے دینا یہ سلطنت میں جس سے نہ ہوگا۔ چنانچہ کہ یہ حق ان کے لیے نہیں ہے۔

یونیر داخل خلق و داخل و غلامی
 کچھ کے اسماء کو اگر تم سمجھو اپنے اس سے
 فلاں قانا خاش فکالت نقفہ
 اس طرح دانتے دیکھ کر سب اس وقت بالان
 تایتہ من غلہ بالمدینۃ یبلیع
 فلاں نے یہ کہہ کر اور کوئی ہے تو مجھے کس کو
 وکان یجمع الناس منها الخبز و
 شہنشاہ بن حضرت کی ہمارے ہی جہان سے فلاں
 الخبز و یا کل هو الا زید بالزیت
 اور وہی ابو صحن الحمد ان اس
 امر میں اتنا علی علیہ السلام
 احدہما من العرب والاخری
 من اللول فمالا فذبح الیہما
 وراہم وطلعا بالاسواء فقالست
 احدہما فی امراء من العرب
 وھذا ومن الحجۃ فقال الی و
 لا احد لہن اسمعیل فی ھذا الن
 فھذا علی بنی و صحن و وکی
 معاویہ بن عمار بن جعفر بن
 محمد علیہما السلام قال
 ما اعطی علی علی علیہما السلام
 الشران فی ذات اللہ الا احدہ
 باشد ہما ولقد ظلمتہ انہ کان
 یا کل یا اھل الکوفۃ عندہ
 من مالہ بالمدینۃ ذات کلا
 لھا عند الشوق فبجعلہ سف
 حراب وینتہ علیہ عمارۃ ان
 حضرت ایک دوسرے سے ایک پس ماہا اور

اور اس علیہ من عمارۃ و من کان
 زید بنی اللہ یا مہ علی علیہ السلام
 و وہی حضرت بن جعفر بن صحن
 من علق قال دخلت علی علی
 علیہ السلام فابانہ ہمارے ہی جہان سے فلاں
 و بعض آدمی حضور سے و کس
 یا بیکہ فقلت یا مہ لعمریں
 تا کل مثل ھذا فقال لیا
 یا ایحییہ کان رسول اللہ
 یا کل ایس من ھذا ویلیس
 احسن من ھذا و اما علی علیہ السلام
 فانت اما لو ائخذ بما ائخذ بہ فقلت
 ان لا ائخذ بہ و مروی عن عمران
 بن مسلمہ ونا سوید بن علفی
 قال دخلت علی علی علیہ السلام
 بالکوفۃ فظنہ سیرہ یا مہ
 لیت احب وجہ من سیرہ و حضرت
 و فی یلادہ و خیف شری کشار
 الشعار علی وجہہ و وہی کس
 و سویت اھیانہ و کیتہ و افا
 عار بہ فھذا فایۃ علی علیہ السلام
 فقلت یا فھذا اما نقفوت اللہ
 فی اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

فقلت انما نزلت ان توبوا واطيعوا
 عن قول احد جليلين لا اقل
 له وفتحها ما صحبناه قال و
 على عليه السلام لا يجمع ما
 فقول فالتفت اليه فقال ما
 اقولين قالت سله فقال لي
 ما قلت لها قال فقلت ان
 قلت لي اني اؤلفكم دقيقة فكل
 ثم قال يا ايها الناس وامت من
 ان يطيعوا الله واطيعوا
 برحق فارق الدنيا ولم يزل
 دقيقه قال بعض رسوله الله
 محمد الله عليه وآله وروى
 يوسف بن يعقوب عن صالح
 يبيع الاكسية ان جدته فقلت
 عليا عليه السلام بالكدفة
 ومعه ثمر حيلة فسلمت عليه
 فقلت له اعطني يا امير المؤمنين
 هذا الثوب احملة عندك اسي
 بيتك فقال ابو العيال احق
 سله قالت فقال لي الا
 راكبين منه فقلت لا انهدا
 فالتفت فقلت اني سله

فخرج مرسداً يا ستاك الشيلة
 وفيها قشور القرضل بالثام
 فيها المجودة وروى محمد
 بن فضال بن عروان قال
 قيل لعلي عليه السلام كسر
 مقعد في كوخك مالك الا
 فستاك قال اني لو اعلوان الله
 تعالى قبل مني فريداً واحداً
 لا مسكت ولكن والله ما اؤر
 اقبل مني سهاية شيئاً اولا
 وروى عيسى العابد عن
 عبد الله بن الحسين بن الحسن
 قال اعني علي عليه السلام
 في جياة رسول الله صلى الله
 وآله الف مملوك ما جعلت يد
 وعرق جبينه ولقد دفن الخلا
 وانه لا مال فساكنات حلوها
 القرض الاشيا به الا انكرابيين وروى
 العوام بن حوشب عن ابي
 صادم قال تزوج علي عليه
 السلام لبيلى بنت مسعود
 ففوت له في داره حيلة فجاء
 ففكها فقال حسب اهل علي

کما حقاً شر اخذ عسر الکتاب فتنقه -

حضرت زین العابدین علیہ السلام فرمودند کہ ہر کس کو چاہے کہ اس کی فتنہ فتنہ فتنہ
کے قرب کو کمان سے دو گدگد ہوں میں سے لڑو بہت ہیں رہنا ہے یہ کس قسم کی فتنہ
بے شک فتنہ عروت کی خاطر وہی کشتہ تاب سیدہ خدیجہ کی ہیں کہ اگر فک فک لگے
تو عیون کی خاطر وہی کیونکر ہوگی اور اس پر زہری کیا جاتا ہے کہ عرشہ واصل
تھے حالانکہ دولت کا یہ حال تھا کہ بیت رسول کی جاہل و زہری لے جاتی تھیں
وہ عربوں کو تیسری کی ہاتی ہے کہ سب ان سے خوش رہتے اور اس کے طرفہ ہوتے
جانب ہر یکے اس حضرت تعقل کی داری کی شکایت ہوتے ہیں اور جناب
پیرونی اور ترکاری اوکے کھاتے کھاتے کرتے ہیں ورنہ اپنے مائے ذراستین
محبوب کو صرف اس غرض سے کہ وہ بچیدہ ہوں دس چار دینے ہیں -
جناب سیدہ ہجرت کو فتنہ اور کھاتے ہیں اس قدر سے جو سیدہ ہجرت آپ کے
سے پیدا ہوئی ہے اور صاحب جنت نبوت المال سے ملا وہ اس حق کے جو خدا
محبت سے مقرر کیا گیا تھا جس سوسا لاندہ لیتے ہیں اور پراستی زراستین المال کا
غرض ملے جاتے ہیں -

پہلے ان کو ان شخص خلیفہ رسول مقرب ہوا اور لوگ ان کی اطاعت و فرمانبرداری
کرتے تو دنیا میں کہا اس و ان دینا کس طرح دینا آتا وہی کیونکہ آپ ہاتھ میں جو
کو خدا ہے وہ دینا کے لئے اگر کسی اصلاح جو طے ہے تو پھر کوئی فساد نہ ہے -
کے گہری کی جوس ہونہ تو زہری کی ضرورت - اسی لئے رسول اللہ نے خود
کے ۳۰ برس تک لوگوں کو کھانا لاکر ہر طرح کا اعتبار کو کامل ہے کہ ہر حال میں
کہ ایک دین کا رہنا بھی اگر ہے ہے ہی نہیں کو اپنے اپنا کام تمام ہوا نہیں کیا
دینا کو کسی نظر سے دیکھیں نظر سے رسول اللہ دیکھتے تھے -

غرض رسول اللہ کے نسبت فریقین کا اعتقاد ہے کہ آپ کو علم باکوان و بیکون
مائل تھا یعنی جو کچھ ہوتا یا نہ ہوتا سب کو جانتے تھے پھر بھی جناب آپ کو

حسبیت فادرجون کو طیفہ کرنا تو مکی کی عرش مکی - اگر آپ کیے کہ نصرت جاتے تھے
مسلمان سب ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے تو پھر وہ سیدہ بکتر ہزار ہا
خلفہ ہوتی جو جن میں حضرت نے اسکی خبر دی کہ ہمارے اہلسنت پر یہ ظور مقرر ہوگا -
دیکھ کر کیے کہ حضرت جانتے تھے بل اسلام اور مسلمان کہ بکتر ہزار ہا ہات سے
اہلسنت ہے - پھر کوئی خلیفہ کیا کہ جنتا سے صاحب ہوں - اگر کچھ بھی آپ خود کر سکتے
ہیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اوصاف علمان حالات کے حضرت نے جناب اشیر و زرا
فاہر علی کو ایسا تفسیر کیا فوسی غرض سے کہ معلوم ہو ہی بیت رسول اللہ کی غنی
اور اسی طریقہ کا ہر آپ جانتے تھے کہ دنیا میں مساوت کا لفظ جاری ہو چکا
مال داری اور دنیا داری کا سد باب ہو گیا کہ قرآن مجید طاعت ہے کلات الانسان
لیطیض ان در او مستغنی ان فی ویک المیت حق - انسان ضرور سرکش ہو جاتا ہے
بیکر بخت ہے وہ غنی ہو گیا اسلگم اسکو غنی کی طرف ہمراہ ہے -
آہ اگر صلوات رسول پر مل گیا تھا تو سب روز ہر کوئی دیکھتے ہیں انکار آن اسلام اور
مسلمان سب ذلیل و خوار ہو رہے ہیں -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ وہ او سو قوت میں قائم رہ سکتا تھا بیکلفش
رسول کا کثرت مر ہوا - اسی لئے جناب بیکر نے اوصاف ہزار ہا جناب اوٹھا دیکھے
خلافت کو قبول کیا کیونکہ آپ جانتے تھے انکی تفسیر اسی صورت میں ممکن ہے کہ نہ
خلافت پر چھڑو گون کو کھاتے ہیں کہ دنیا میں من و مان کو کر کے قائم رہ سکتا ہے حال
و اوصاف کیونکہ یہ سکتا ہے کہ کام دنیا سے خارج آئے گے اگر آپ کو بھی اپنی دولت میں
نہیں کرتے -

گوگوں کو یہ شبہ تھا ہے کہ خلیفہ دوم نے غنی کی توفیق کچھ مدد و اوصاف کیا مگر
وہ صوف حضرت عثمان کے اعمال و افعال سے قیاس کرتے ہیں یا معاویہ کے اوصاف
و نظریہ سے مگر جن میں مہر ہے کہ حضرت نے کچھ کیا وہ خلاف شریعت کیا اوصاف
شریعت کیونکہ اول ظور ہی ہے کہ رسول اللہ کے شخص میرے کے خلاف ہے

جو حوالہ کیا تھا وہ بھی دیدار کیا اور جو لوگ مقصد تھے وہ سب جموں آئے۔
 ان بھتیگوں کے چند تصدیق نامہ مولیٰ میں کیا عذر ہو سکتا ہو کہ جو کہ حضرت نے
 فرمایا تھا وہ سب ایک ساتھ حاضر ہوا کہ آپ لوگ ان میں سے جو کوئی ہو کہ جو کوئی ہو
 جس نے حاضر ہو کر اس حدیث کا اطلاق کیا اسے اسی خلاف سنت قرار دیا جائے گا۔
 ہر کوئی یہ دعوے کیا کہ ہمارے اجداد اسی خلاف سنت کا بہت قہر ہے خصوصاً مولیٰ کی
 صاحبزادی کا مولیٰ کے ذریعہ بہت کچھ اسکو ملوہ و سلب ہوا اور اس کی تحریر
 سے اسکی توبہ زیادہ ہوا ہے میرے قریب قریب عبد العزیز ہیں جو انھیں مولیٰ
 شہلی صاحب کے درویشوں سے شہنشاہ بنی ہوئی ہے۔ ۲۹

اموال مخصوبہ کی واپسی کا اثر خاندان بنو مرہ

حضرت عمر بن عبد العزیز کے اس طرز عمل کا اثر مختلف لوگوں پر مختلف پڑا اور اگر
 یہ خبر نہ ہوتی تو ان کے نامورین علم و فنون میں نہ ہوتا تھا جس عدل و انصاف کا حال تھا
 تو میرے قریب ہو کر صاف کہہ دیا کہ اب میں انھیں سے جنگ کرنا چاہتا ہوں کہ نہ ہوتا
 لیکن نام نہادان بنو مرہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو آجیاز کا ہاتھ سے نکلنا خود
 اختلاف کا سبب ہو سکتا تھا۔ اس کے ساتھ قدیم تقویٰ و امتیاز نے ان کے لئے سکھایا
 کہ جو کل خواب فرموش نہاد ہوتا تھا اس نے انھوں نے سلیف کو کو نام و سمانوں کیساتھ
 ایک سطح پر دیکھ کر فرموش ہو گیا اور ان کو ان کی تخت و تاج سے ہٹا دی۔
 یہی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے اس طرز عمل سے ان لوگوں کو محسوس ہوا تھا کہ حضرت
 عمر بن عبد العزیز سے پہلے تمام مملکت بنو مرہ و قریش کا تیار کی تھی وہ قریش نام نہاد اور
 عدل و انصاف کے خلاف تھی۔ اس لئے اس خاندان کو پہلے ہی سے اس کا دل میں افسوس
 تھا کہ انھیں اپنے اس خاندان کے مختلف افراد نے مختلف طریقوں سے خود کو
 عمر بن عبد العزیز کے سامنے اسکا اظہار کیا۔

ایک دن حضرت عمر بن عبد العزیز نے تمام موالی خاندان کو جمع کیا اور اسی مردان

مجموعہ بہت سے تھے۔ بہت سی طرفوں اور بہت سی دہشتیں تھیں اور ان میں سے بہت سے
 مرد نامت کاغذ یا تخت و تاج تھا۔ بہت سے تھے جن میں سے بہت سے لوگوں نے انھیں
 کی حضرت عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ جو اب جو اب نے بنو مرہ کو کچھ کچھ
 دیا ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ ہم نہ اپنے آباؤ اجداد کی عظیم شہادت کو یاد کر
 سکیں۔ ہاں کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے شہنشاہ بنو مرہ کے لئے
 اور اگر کہہ سکتے ہیں کہ شہنشاہ بنو مرہ نے انھیں کو کچھ نہ اپنے آباؤ اجداد پر
 ملایا تھی تو عمر بن عبد العزیز کی عزت کو یاد کر سکتے۔

ایک دن حضرت عمر بن عبد العزیز کے سامنے بہت سی لونڈیاں پیش کی جہاں انھیں انھیں
 سے ہمراہ بن لوہیں عبد العزیز کی اس موقع پر جو خود انھیں کوئی دھڑک
 لڑائی سامنے سے گذر گئی تھی تو کہا تھا کہ اسے امیر المؤمنین اسکو خود لے جائے۔
 اس نے بار بار اس قہر کا احوال دیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ کیا تم نے ان کی
 ترقیب دیتے ہو یا اس و ان سے ادا ہوا تو خاندان کے چند افراد سے کہا کہ اپنے قصص
 کے دوران پرکھو کہ کتنے ہی جو عمر بن عبد العزیز سے آباؤ اجداد کو زانی گشتا ہے۔

ان اسباب سے تمام موالی خاندان نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے اس طرز عمل
 کو بہت پسند کیا۔ اس کے ساتھ دیگر امور و کمالات جنھوں سے اس سے دوچار ہوا۔
 مولیٰ بن عبد العزیز کا اس کا ایک نہایت سخت اثر تھا کہ اس کا خلیفہ مرہ ہے۔

تم نے گذشتہ خط میں مرہ کا یہ ہے کہ انھیں کوئی مولیٰ کی دہشتیں تھیں اور ان میں سے بہت سے
 انھیں کو ان کے لئے قریب کی دولت مولیٰ کی سرکٹ کو ملوہ و سمانوں کیساتھ
 کر کے اپنے ہمراہ کیا ہے۔ اسے عبد العزیز کے لئے خواہ ہے کہ وہ اس کا خیال کرے کہ
 ان کے لئے یہ چیزیں تھیں کہ انھیں نے اپنے خاندان کو ملوہ و سمانوں کیساتھ
 عمر بن عبد العزیز کے سامنے پیش کی تھیں۔ انھیں نے انھیں کو کچھ نہ اپنے آباؤ اجداد پر
 ملایا تھی تو عمر بن عبد العزیز کی عزت کو یاد کر سکتے۔

کرفت اسان کرنا چاہے مگر عمر بن عبد العزیز نے نہایت توجہ سے سکون کی طرف اشارہ کیا
جانی کہ کرفت اسان کرو مگر عمر بن عبد العزیز نے یہ سن کر نہ ہلکا۔

نویں یہ کہ عمر بن عبد العزیز نے نہایت کلمہ یہ بھی ایک دوسرے شخص اس نے کہا کہ ہوا
اسے ایک بھول ہی کی بہت حال ہو سکے گا اور کوئی شخص اس سے متوجہ نہیں کیا۔
اس سے معلوم ہو کہ خدا کی ابتدا اس سے ہوئی کہ عمر نے ایک چھوٹی سی چیز کی کہ
تاکویہ و شرف عزت کا رسول قائم کیا جس سے تمام دولت میں گئے۔

افسوس کہ عمر بن عبد العزیز نے رسول ہوائی نام نہون یا مختلف امتیازی طریقوں سے
بے خاندان کی تارائی کو کیا تھا کہ وہ اس کے نزدیک بڑے فساد اس سے ہوا کہ
خلاف مکر رسول پر خلافت قائم کی گئی وہ اگر بے بیعت ہو گیا۔ یہ بھی کہ
ابو بکر بن ابی بکر کے رسول کو اس قدر دیا جو ایک صورت میں بھی ہے کہ ابو بکر صاحب رسول
چیز سے جو جو سے عمر بن عبد العزیز نے رسول کی اور بظاہر ایک چھوٹی
سی چیز کی جو حقیقت بہت بڑی تھی مگر اس نے خلاف رسول کی۔

و شمشیر بیان پیش ہے کہ رسول نے عمر بن عبد العزیز سے نہایت عزت و احترام میں بیعت
کی اور ان کے خلاف کوئی نہایت چھوٹی چیز کی چھوٹی چیز کی بیعت اور ان کے خلاف کی
اسی سبب کہ ان کے جو جو خلاف تھے ان کے خلاف سے جلد ہی ایک کی کامیابی وہ
کی کہ کافی بہت حیرت افزا ہے۔

اس لیے کہ رسول کی کامیابی افضل خدا کے علاوہ انوں بہت سے ہوئی جسکے
بیشتر حصہ جناب الیہ کی بخت و قسمت سے متعلق تھی لہذا جسکو ان کے لوگوں کی
حق امتیازی کا وہ تمام سبب خلاف ابی بکر کے کسی کی تباہی و تباہی نے سبب
کام کیا یا نہ ہو نہ ان کے اندر نہ ہو نہ کسی کو ان کے خلاف سے نہ ہو نہ جانے
تھے اگر رسول نہ کا اس تمام خلاف کی تباہی کوئی حق نہیں رہیگا۔ یہ خلاف ابی بکر
رسول اللہ سے خلاف ہو کر اس کے خلاف ہو کر نہ ہو گا لہذا اس طرح یہ خلافت
و ظہر الیہ جو عمر بن عبد العزیز نے کیا ان کی بات ہوئی۔

اس واقعہ کی تباہی اگر ان کے سب سے تو عمر بن عبد العزیز اور عمر بن عبد العزیز کی جو عمر
بن عبد العزیز نے نہایت کلمہ یہ بھی ایک دوسرے شخص اس نے کہا کہ ہوا
اسے ایک بھول ہی کی بہت حال ہو سکے گا اور کوئی شخص اس سے متوجہ نہیں کیا۔

اس سے معلوم ہو کہ خدا کی ابتدا اس سے ہوئی کہ عمر نے ایک چھوٹی سی چیز کی کہ
تاکویہ و شرف عزت کا رسول قائم کیا جس سے تمام دولت میں گئے۔

افسوس کہ عمر بن عبد العزیز نے رسول ہوائی نام نہون یا مختلف امتیازی طریقوں سے
بے خاندان کی تارائی کو کیا تھا کہ وہ اس کے نزدیک بڑے فساد اس سے ہوا کہ
خلاف مکر رسول پر خلافت قائم کی گئی وہ اگر بے بیعت ہو گیا۔ یہ بھی کہ
ابو بکر بن ابی بکر کے رسول کو اس قدر دیا جو ایک صورت میں بھی ہے کہ ابو بکر صاحب رسول
چیز سے جو جو سے عمر بن عبد العزیز نے رسول کی اور بظاہر ایک چھوٹی
سی چیز کی جو حقیقت بہت بڑی تھی مگر اس نے خلاف رسول کی۔

و شمشیر بیان پیش ہے کہ رسول نے عمر بن عبد العزیز سے نہایت عزت و احترام میں بیعت
کی اور ان کے خلاف کوئی نہایت چھوٹی چیز کی چھوٹی چیز کی بیعت اور ان کے خلاف کی
اسی سبب کہ ان کے جو جو خلاف تھے ان کے خلاف سے جلد ہی ایک کی کامیابی وہ
کی کہ کافی بہت حیرت افزا ہے۔

اس لیے کہ رسول کی کامیابی افضل خدا کے علاوہ انوں بہت سے ہوئی جسکے
بیشتر حصہ جناب الیہ کی بخت و قسمت سے متعلق تھی لہذا جسکو ان کے لوگوں کی
حق امتیازی کا وہ تمام سبب خلاف ابی بکر کے کسی کی تباہی و تباہی نے سبب
کام کیا یا نہ ہو نہ ان کے اندر نہ ہو نہ کسی کو ان کے خلاف سے نہ ہو نہ جانے
تھے اگر رسول نہ کا اس تمام خلاف کی تباہی کوئی حق نہیں رہیگا۔ یہ خلاف ابی بکر
رسول اللہ سے خلاف ہو کر اس کے خلاف ہو کر نہ ہو گا لہذا اس طرح یہ خلافت
و ظہر الیہ جو عمر بن عبد العزیز نے کیا ان کی بات ہوئی۔

و بعد از آنکه از پاره دست کرد که بیستم چهره شریفه چو پاره دست حضرت سید قطره
مکان چادر آویخته

چون چنان من سرشک و غمخیز طایفه پوی و دان بهی که با کبر و کرم و عبادت
نمی

سیر خاص بن شام بن مفسر که قتل پر خلیفه دوم حضرت کرتی که این
نامون که قتل کیا او که بازمین مفتی سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده
بن سکتی که کر سکو او باب نه سکتی مفسر که بر با کبر و کرم و عبادت
و قتل او که این پاره دست من سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده
بر پاره دست که کر سکو او باب نه سکتی مفسر که بر با کبر و کرم و عبادت
صاحب من سکو قتل کر و اوست جلد اول

که کریم آدمی میان و نادر و تاج به و نور خوری سید شریف است از پاره دست
موسی و جعفر بن ابی طالب و سیدان که با کبر و کرم و عبادت
کا نام که در پاره دست من سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده
من سید و ابا حسن بن هاشم بن علی بن عبد الله بن محمد بن محمد بن محمد
قتل محمد بن ابی طالب و برادر من عبد الله حلیف لایم من بنی تیمم
کر خاص بن شام بن مفسر که قتل پر خلیفه دوم حضرت کرتی که این
تجارتی که من سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده

محمد از بنی شافعی مدبر و نویسنده
است که حالات که من سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده
کا و قتل ابی مفسر که قتل پر خلیفه دوم حضرت کرتی که این

محمد از بنی شافعی مدبر و نویسنده
چون چنان من سرشک و غمخیز طایفه پوی و دان بهی که با کبر و کرم و عبادت
نمی

سکه که در پاره دست من سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده
چون چنان من سرشک و غمخیز طایفه پوی و دان بهی که با کبر و کرم و عبادت
نمی

سیر خاص بن شام بن مفسر که قتل پر خلیفه دوم حضرت کرتی که این
نامون که قتل کیا او که بازمین مفتی سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده
بن سکتی که کر سکو او باب نه سکتی مفسر که بر با کبر و کرم و عبادت
و قتل او که این پاره دست من سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده
بر پاره دست که کر سکو او باب نه سکتی مفسر که بر با کبر و کرم و عبادت
صاحب من سکو قتل کر و اوست جلد اول

که کریم آدمی میان و نادر و تاج به و نور خوری سید شریف است از پاره دست
موسی و جعفر بن ابی طالب و سیدان که با کبر و کرم و عبادت
کا نام که در پاره دست من سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده
من سید و ابا حسن بن هاشم بن علی بن عبد الله بن محمد بن محمد بن محمد
قتل محمد بن ابی طالب و برادر من عبد الله حلیف لایم من بنی تیمم
کر خاص بن شام بن مفسر که قتل پر خلیفه دوم حضرت کرتی که این
تجارتی که من سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده

محمد از بنی شافعی مدبر و نویسنده
است که حالات که من سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده
کا و قتل ابی مفسر که قتل پر خلیفه دوم حضرت کرتی که این

محمد از بنی شافعی مدبر و نویسنده
چون چنان من سرشک و غمخیز طایفه پوی و دان بهی که با کبر و کرم و عبادت
نمی

سیر خاص بن شام بن مفسر که قتل پر خلیفه دوم حضرت کرتی که این
نامون که قتل کیا او که بازمین مفتی سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده
بن سکتی که کر سکو او باب نه سکتی مفسر که بر با کبر و کرم و عبادت
و قتل او که این پاره دست من سید محمد و سلمان از بنی شافعی مدبر و نویسنده
بر پاره دست که کر سکو او باب نه سکتی مفسر که بر با کبر و کرم و عبادت
صاحب من سکو قتل کر و اوست جلد اول

[illegible][illegible]

و هو سترى روايته في قول القائل صلى الله عليه وسلم الذي يحسن بيده
فقال اخفى من دلهيب الفلانة - ١٩٩

ہی حضرت خلیفہ امیر مکیہ نے دیکھ کر نہایت برا کہ حضرت نے جو کشتیوں میں شریک ہو کر
مکہ پہنچنے کے حال سے کسی زمانہ میں محض یہ کہ ایک کشتی میں شریک ہو کر مکہ کے سوا کسی
دوسرے کو چاروں طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں
طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں طرف کے ساتھ
کسی اور سفر کو چاروں طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو
چاروں طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں طرف کے
ساتھ کسی اور سفر کو چاروں طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں طرف کے ساتھ کسی اور
سفر کو چاروں طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں
طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں طرف کے ساتھ کسی اور سفر کو چاروں طرف کے ساتھ

قواب: نشان که در خدیجه بن کوی اندر پیران را که بگویند که گویا شبیه حضرت علی و زاری
و معجزاتی که بنابر تمام قبول که در حق مشرک این چنین می نماید و در کتب مسنون
را که در این کتاب است که حضرت امیر خداست و خانه خدیجه علی و دو موضع و نامها
که در آن است که در کتب مسنون است که در آن است که در کتب مسنون است که در آن است که در کتب مسنون است

ان سید فخر الدین گیلانی قتل کیا گیا اور وہ بے گناہ تھا۔ حضرت میر تقی میر نے اس واقعہ پر نظم لکھی۔

[illegible][illegible]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں دیکھا تھا کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے گھر کے لوگوں کو پڑھاتا تھا اور ان کے دل میں لکھتا تھا کہ تم میرے گھر کے لوگو ہو۔

ان اسیر کے ساتھ کیا کرنا چاہئے تو مناسب یہ تھا کہ کہتے جیکر جہاد مجھ پر
کیا ہے اور خدا نے ایسی فتح دی تو جو لوگوں سے مشورہ کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
خدا پر اس کی تعمیل فرماتے مگر کہاں ایسے لوگ تھے جو سمجھتے یہ سب فتح
نصرت کا حکم خدا ہے۔ چہت ہو کر حق حب ہوئے کہ یہ لوگ آپ سے حق ہو کر
سے ہیں ان سے فریاد لے لیجئے کہ میں سے جو لوگوں کو قوت حاصل ہوئی اور
مشایخ یہ لوگ تو یہ ہیں کہ میں نے ان کو دیا ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کو
ایسے پہاڑی میں ڈال دیئے جہاں مکشری زیادہ ہوا تو ان لوگ لگا دیئے
کہ سب ان میں جلی جائیں۔ مگر ان خطاب سے کہا سب کو قتل کر ڈالو اس لئے کہ
خدا ان کو ایسے سدا ہوا دیئے اور حضرت عباسؓ کو اور حضرت حمزہؓ کو
پھر کہنے لگے کہ قتل کر ڈالو۔

قابل غور ہے کہ جتنے ظالمین فی سبیل اللہ تھے ان میں سے کسی کی اسے نہیں
کہا کی گئی نہ قتل ہوئی نہ کوئی اس سے نہ حضرت حمزہؓ کی نہ حضرت علیؓ کی کوئی
راستہ ہے نہ حضرت مقدادؓ کی حال کو یہی لوگ بہت بڑے فوج میں بہرے
اور لوگوں کی راستہ ہے جو صرف سواد شکر بڑے واسطے ہیں اور وہی لوگ ہیں
جنگی راستہ شراع جنگ سے خلافت رہی۔

حضرت ابوبکرؓ کی رسالت تو یہ ہے کہ کسی چیز میں خود نیا کہے بیدار راستہ دیا
اور محمد حب وہی ہیں جو ابتدا سے حضرت قریش کی قسم کہا ہے ہیں اور اس
راستہ سے جاتے ہیں کہ حضرت کی وہ قوت بھی مانی رہے جو خدا کی نصرت
سے حاصل کی کہ جو حضرت حب وہی جنگ میں شہید ہو چکے ہیں حضرت
عباسؓ قبیلہ اسطیخ تھے جس کی تو اب باقی کو رہتا ہے۔ خاندانِ نبوت
جو وہ ہیں کہ جو جنگ میں شہید ہوئے۔ حضرت محمد حبیر ہیں نہ
علوم کہتے ہیں کہ ابتدا کرتے ہیں راستہ سے جاتا کہ اور یہی حضرت کے
قوت کا اور وہی۔

پہاڑی اس لئے کہ ان کے انتہا سے اس کو کوہیت ہے۔ کچھ میں گزروں گا کہ اسے
میں کہ گزروں میں تھی قتل ناس یا بھگت بقول اہل بکر قتل ناس یا بھگت بقول
وہ واحد تاسی نہیں ملتا۔

کہ لوگ کہتے ہیں حضرت ابو بکرؓ کے راستے میں کرینگے اور بعض لوگ کہتے تھے
ہیں وہ اس کے راستے میں ہو کر کسی اسے کا کوئی ذرا نہیں چھوئے خود کہتے ہیں
قال عمر بن الخطاب رسول اللہ ما قتل ابوبکرؓ۔ لہذا جو منافق تھے وہ لوگ کہہ رہے تھے
حضرت نے اسی کو پسند کیا اور جانی اسے پرہیز کیا۔

تقریباً یہ کہ ان کے لئے یہ لگیا۔ اور سب قیدی رہا ہوتا اور دس سال اس کا یہ بد
کہ جنگ احمد بن مسعودؓ کی شہید ہوئے بعد اس کے جو جنگ بد میں اسیر ہو گئے
اور سلاطین کو نہیں رہے ملی اور خداوند عالم کا عتاب ہو گیا۔

میں اس جنگ بد میں جہاں کفار کا منصوبہ جنگ میں لایا اور مناسب کے
اس قسم کی حقیقت کو دیکھا یا حضرت قریش کی قسم تھے ہیں وہ ان منافقین کے
راہ کو بھی شکست کہا اور بتایا کہ ان لوگوں کی نیت کسی طرح صاف نہ تھی ایسے
فد پر یہی قاص ہو کر ملی نیت اسی اس سے یہ بھی کہ مال دنیا باقی تھے کہ کوئی نہ
پڑا سے دیکر چار ہزار تک حسب حیثیت قدر یہ لایا تھا۔ چنانچہ خداوند عالم نے سورہ
انفال میں پوری توفیق سے اس واقعہ کو ظاہر کیا ہے۔

قصہ قلبیت بدر اللہ کہ جنگ بد نہایت شاندار ہے۔ فتح ہوئی اور حضرت
عمرؓ اپنے اس قسم کا بغیر دیکھا جس سے رسول اللہؐ کو ذرا کہنے کو نہیں ملتا اور
وہی عزت جو پہلے تو اسطرح حضرت کو ذرا تے اور آخر وقت میں یہ کوشش کیا کہ
فی اثمہم پیچ گئے ہیں وہ قتل کروئے جائیں مگر خدا نے ان کے آرزو کو بھی نہ پایا
اب وہ وقت آیا کہ حضرت منظور و نمود ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو یہ واقعہ
چشم آفرین حضرت عمرؓ کی مدنی نے جو نابینا تھے عرصہ امتداد مروان کو جو بنی امیہ
زید سے بھی سب کو قتل کر دیا کہ وہ حضرت کی کج کاری اس لئے قریش میں خدائی سے

یہ نہ کیا کہ حضرت اس جنگ کو حج و سالم عادت فرمائیں گے تو اس معلوم کو
 قتل کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ قتل کرکے حضرت کے ساتھ نماز میں شریک
 ہوئے تو حضرت نے فرمایا میں نے حبیب اللہ بنی قریظہ کی خدمت میں عرض کیا کہ
 لیکن اللہ عظیم بن علی قتال میں لگا رہا تھا کہ اسی بات کی طاعت اللہ و رسول خدا علی
 مد با عرفتہ نصیب ہوا لہذا ان کا قتل ناجائز نہیں ہے جلد اول

جو پہلا کتاب ہے کہ اس شخص کو دیکھ کر حضرت خدا و رسول میں شب بسر کیا تو چاہتے
 کہ عین عدی کے طور پر کرکے مرنے کا کہا آپ اس اندھے کے پاس میں فریاد
 میں کہ اس نے طاعت خدا میں شب بسر کی تو حضرت نے فرمایا آپ یہ اسے فرما
 اللہ انہی کو یہ شخص مینا ہے

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر کے ولین ہوتے قریش کسی گھسی ہوتی تھی
 کہ حضرت نواس کا تئنا صحابی کی قرابت کر رہے ہیں کہ اس نے ایسا کام کیا اور
 عمر صاحب اس کی تحقیر کرتے ہیں کہ یہ اللہ اکبر اس قابل ہے کہ کہا جائے اس سے
 نصرت خدا و رسول میں شب بسر کی ہے

غرض جب حضرت اس جنگ میں ہر طرف مشغور و مشغور ہوئے تو اپنے حکم دیا
 کفار قریش کے کس لاشوں کو اس کو بین و اندین جو قلیب بد کہا جائے تھا
 جب اس ہم سے فراغت ہوئی اور حضرت نے مدینہ منورہ کی طرف قصد راجعت کیا
 تو اس کو بڑے پرانے جسین کا قریش کے لاشے دے گئے تھے تو اپنے ہم دیکر
 سب کو پکارنا شروع کیا اور فرمایا کہ تم کہے بدترین قبیلہ تھے کہ نے ہمارے کذاب
 کی مالاکہ سب سے نصیحت کی تھی تھے مگر وہ لوگ سے نکالا اور تو ان سے پناہ دی تھے
 ہم سے جنگ کیا مالاکہ تو گونے ہمارے نصرت کی تھی و جدام ما بعد اللہ و
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا تھے اپنے لشکر کو نبیہ و پاکیزہ کرے
 جو عدو نے قتل کیا تھا اوسکو تو پورا پایا

حضرت کا یہ کہنا تھا کہ عمر صاحب کی رنگیت جو میں تھی اور قریش کی و ہارت

ہوئے دل میں تھی اوپر آئی فقال عمر یا رسول اللہ کیف حکم جسد الامم
 یجاء فی رواہ جسد اعدائہم و فی لفظ قد حقوا فقال ہا سائتم ما مع رقی
 رواہ ابن شعیبہ قال قول منہ رقی رواہ زید بن عفران انہما لانت علیہما یتیم یستلج
 ان یروا شیتا منہ علیہ ۲

عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر اسکو مردوں کے کلام کرتے ہیں جن میں رسول خدا
 یا مردہ ہیں کہ وہ ہم سے حضرت نے فرمایا تم ان لوگوں سے زیادہ نہیں من سکتے ہو وہ
 زیادہ سے وائے ہیں ہمارے قول کے اور یہ وائے فرمایا کہ انہوں نے سنا ہے کہ
 ہوتے کہا مگر اسکی قدرت نہیں کہنے کہ وہ جواب دے سکیں

غرض حضرت نے قریش سے فرمایا کہ تم ان کافروں سے جو ماہ سے زیادہ
 سننے والے نہیں ہو مگر اسوں اپیر بان نہیں لایا جانا اور وہی سر لگا جاتا ہے
 کہ یہ لوگ بڑے فرمانبردار اور مطیع رسول ہوں

عام طور سے توسنیوں کا یہی دعویٰ ہے کہ عبد اللہ بن سبا یہودی پہلا شورش
 جس نے جناب امیر کے وصایت کو ظاہر کیا اور اس سے اسلام میں یہ تقریر
 پیرا ہوئی مگر اس پر کچھ غور کیا جائے تو جو کہ فساد ہوا وہ حضرت خدا و ان کے پیروں کے
 بدولت جنہوں نے اسلام کو تکرار کر دیا کیونکہ آیت تک یہ مسئلہ مکرر آیا ہوا ہے
 کہ مردوں سے کہتے ہیں یا یسین او کو پکارنا جائز ہے یا یسین حقی عام طور سے چاہتے
 قائل ہیں اور دینی یعنی المحدث بالکل منکر ہیں یہاں تک کہ اب یہ ثابت ہو چکی
 ہے کہ یہ شہید جو اسلام علیہ السلام لایا تھا اسے دو بھی چھوڑا تھا
 جیسے کہ وہی فقر و لاؤں تھے جو جناب امیر سے خطاب کرتے تھے اب تو یہی منہ کہا تھا

یا بن سعد البیت شرایع الاسلام یعنی اسے نبوت کیا تو نے شریعت اس
 کو بھی جلا دیا کیونکہ نماز کے احکام سب کو معلوم ہیں ناز کا فائدہ اسلام علیہ السلام
 لایا الہی ویرحمہ اللہ ویرکائہ یہ تو کہ ہے مگر جو کہ اس میں خطاب ہے وہ وہ
 اللہ سے اور حضرت کا انتقال ہو چکا ہے جس سے شی لڑا کر تہن کا

اس وقت سے کہ کھنہ بن کر انصار کو کھنہ پر مٹایا اور کوفی الزام انکار کیا کہ
کاہن پر اسے نہ

حضرت نے اس اعلان کے بعد خواب میں دیکھا کہ گائے ذبح کی جاتی ہے اور قتل
قبضہ کے پاس سے ٹوٹ گئی ہے اور جیسے ایک غلام میں باغ و بستان ہے کسی غریب نے
یہ دیکھ کر ذبح گھر سے مراد دے کہ کچھ سلطان شہید ہو گا اور قتل سے مراد یہ ہے کہ یہ غریب
یہ مراد ہے کہ چارے کاغذ ان سے کوئی شہید ہو گا اور قتل سے مراد یہ ہے کہ یہ غریب
گراؤس میں کسی مورخ نے یہ ان حضرت ابوبکر کے قبیلہ کو نہیں لکھا ہے کہ وہ حضور
کیا قبیلہ دیا تھا کیونکہ ہر ملک اور ملک نام ہے ایمان ہے دوسرے اس وقت یہ قوم
ہو اگر حضرت کا خواب زیادہ تر ایسا ہی ہوتا تھا جیسے تقدیر ہی امور پاکو دکھائے
جاتے ہیں پھر یہ کہ ان میں ہر ایک اور جہاد کا دماغ سے مراد اپنی امید کی سلطنت پر
یا ابوبکر کا ذوال کھنہ یا بذریعہ خواب و لکھا یا گیا کہ حضرت اپنے اسی قبیلہ پر قائم رہے
کہ قبیلہ حارہ حضرت کے بعد جناب امیر ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں ابوبکر سے واسطہ نہ تھا بلکہ اس صاحب کی ولادت
بین کر کے کہ وہ اس خیال سے رہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی
میت علیہ السلام میں اسی طرح سکھایا تھا۔ و عہد ابوبکر میرا کہ فی
الحديث منه مودعہ و سیرتہ لہذا۔

قتلہ بن جناب بنی کریم پر سلام

فقیر نے اخبار احمد بن حنبل سے سنا کہ چونکہ منہ منہ سے حضرت امیر ابوبکر بنی کریم
پر طعن جو کہہ رہے کہ ان کا سر جو دھار میں جو دھار ہو گیا کتب معروضہ انہما میں نہ
تلا گیا ہوں کہ شہر میں جو دھار معلوم ہو اور ان اخبار کرنے کیلئے خدمت میں بھیج ہوں۔
اس سے بچے ہو لا تا مولوی ابراہیم صاحب کے مضمون کی تردید ملاحظہ نہیں ہے کہ
اپنے انہما میں انہما میں یہاں ہے کہ دیگر اہل علم بھی تو یہ فرما کر عند اللہ امیر ہوں
۱۱ مولانا کے مضمون کے منظر ہے کہ ہم لوگ والسلام علیک ایہا البقی بطور کجایت

اختلاف در مقام احمد و مدینہ حضرت نے اس وقت ہمس دھرت ہو سکا
اور دیکھا کہ مریدین کے رنگ کرپن اور صحابہ کبار اگر مدینہ نہ آ کر ان کے تو بہتر ہے
عبداللہ بن ابی سہل نے بھی یہی رائے دیا نہ کہ بہتر ہے مدینہ میں رہ کر یہاں کیونکہ
جب ہم مدینہ میں رہ کر ان سے بین تو کوئی غالب نہیں آتا مگر مدینہ میں نے مخالفت کی
اور حضرت کو مجبور کیا کہ باہر نکل کر یہاں دیکھنے کو کہ اگر اندر مدینہ میں رہ کر چلا کرین گئے تو لوگ
کہیں گے تو گئے۔

غرض ابی سہل نے یہاں فرمایا کہ کیا حضرت نے اپنی رائے پر عمل کر کے مدینہ میں رہنا
محبوب رہتا ہو سکتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ وہاں کا وہ وہاں
کہ وہ صحابہ بھی مجبور ہو گئے ہوں اسکی رائے دینے کے کہ مدینہ میں رہ کر چلا کرین اور حضرت نے
بھی اسکو قبول کیا حالانکہ حضرت کا یہ رائے تھا۔

لہذا یہاں تو حضرت اس رائے کے قائل ہیں اور حضور نے ہی واقعہ کو دلیل حجت قرار
دیا ہوا کہ چلا کر مدینہ میں رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے اور اپنی رائے
پر رہنے میں اختلاف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مفسد و مبین ہونا اسکی تائید
میں ہے لہذا یہی مسئلہ فی مشق صحابی و زنی فی مشق مولانا امام الکلی کی سند
پیش کی ہے جہاں تک میں نے نفس مضمون پر لکھا ہے کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں
کیا گیا کہ راست کو حکما بنا کر رہنے کا حکم ہو۔ بلکہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بعد وفات جنت
نہی کہ یہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض صحابہ سے بجا ہے والسلام علیکم ایہا البقی کے اسلام
میں ابوبکر نے شروع کیا جس سے ظاہر ہے کہ حضرت کی رائے میں صحابہ پر مدعا تھا
اور کرتے تھے اگر یہ حکام ادا کرتے ہوتے تو بعد وفات اختلافی القادریہ کے
کیا ضرورت تھی۔

۱۱ اگرچہ کجایت مراد میں اختلافی حجت خدا کے لئے ہے نہ تو تمام حجتات خدا
سے ہونا چاہیے اور نہ ہی شہیدان اللہ اللہ اللہ سے غرضی کو یہ مدعا ہے کہ
اور اگر صرف السلام علیکم ایہا البقی کو حکما بنا سکا تھا تو اور باقی حجتات بطور مشاہدہ

اور اس پر مجبور کرے کہ آپ باہر نکلے گا نہ کہ رہے۔ مگر کہاں تھا یا ان پر مقرر تھا
 رسول پر مصروفی دل سے جان لستے اور نبی ہمارے مطالب اس کو بہت سے کفر
 سے پرہیز پہنچے ہی سے ایسی تحقیق تھی کہ کوئی تو باطل نہ کرے اور رسول پر ہدایت
 اور اس کے نفس کے خواہش کو دخل نہ پڑا اور وہی لوگ اسے جھگڑے فسادوں سے
ابتداء جنگ۔ یہ حضرت کوہ احمد پر ہو چکا تھا اور لشکر کو اس طرح قادیان کی
 پشت پر کوہ احمد تھا اور رُس یا نبی پرینہ اور گھار کا لشکر قادیان میں تھا اس پر سارے
 گھاتی میں ایک درہ تھا جس سے ملنے تھا کہ لشکر گھار جہاں پشت سے حملہ آور ہو گیا
 حضرت نے سو کیا یا انتظام کیا کہ بعد اللہ میں جیسا کہ جو صحابہ میں ہرے کا لالہ
 اوس درہ پر پہنچا جس قدر غنائوں کے مقرر کیا اور فرمایا کہ تم لوگ میرا ہاتھ نہ ہٹا
 تو اولاہی بگڑے ہاتھ وقال الفج جلیل یا اہل لایا تو نامن خطا وابتداء جنگ
 ان کا تہذیب و عیسا ای وحق را ویدان را بگو یا خفا بیلیر فلا بنو حوا جحی
 اور سل علیکم روان را بگو یا خفا علی اللہ وواو طنا ہم فلا بنو حوا جحی اور سل علیکم
 (۵) و یقصد بالفاظ الشہد معاً یہاں سدا قہ علی وجہ کاشاء کا مدعی اللہ
 تعالیٰ فی سبیل علی نبیہ وعلی آئسہ واولیائہ اکھبرا میں ذلک ذہ و بخت
 امبار العلوم میں ہے و احقر فی حدیث الہدی علی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام
 وعلی سلا علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ و یقصد حق املاک فی اللہ
 یسلطہ ویر وعلیک ما هو اوقا صند ای احقر
 ہر وہ مال صارت سے ظاہر ہے کہ تشہید پڑھتے وقت اس کے کسی جفتی مراد سے مراد
 نہ نکالتے۔

(۱۰) صحابہ نبی اللہ تعالیٰ علیہ السلام کیا حضرت کے حضور ہر وقت سجدہ کرتے تھے یا نہیں
 تو جماعت عدم موجودگی کیا یہ خطابی سلام اور نہیں کرتے تھے اگر کرتے تھے اور ضرور کرتے
 تھے تو بعد وفات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مایز بنو۔ کیونکہ غیر ماضی ہی کی کریم
 میں اصحاب و دوکان جماعت میں اکثر کہ رکھی ہے۔ یعنی سوال تو یہ ہے کہ خطابی و لہ

لفظ اللہ پر وان را بگو یا خفا فلا بنو حوا جحی وحق را ویدان را بگو یا خفا
 یہ املا نکلتے یا بنو حوا جحی فلا بنو حوا جحی وحق را ویدان را بگو یا خفا
 لا بنو حوا جحی وحق را ویدان را بگو یا خفا فلا بنو حوا جحی وحق را ویدان را بگو یا خفا
 بل را بگو یا خفا علی السبل وامن ترال بنو حوا جحی وحق را ویدان را بگو یا خفا
 سلیم انھیں ملتے سیدہ تحلیل

فرمایا تم تیرے دلے دشمن کے لشکر کو روکو کہ جہاں پشت سے آئے یا نہیں اگر کرے
 کیونکہ فتح ہوئی اور دشمن کو قتل کیا تب بھی تم اس مکان سے نہ ٹھو جیسا کہ جو
 بنو حوا جحی وحق را ویدان را بگو یا خفا فلا بنو حوا جحی وحق را ویدان را بگو یا خفا
 وراں قبت یا خفا گھار ہے میں تب بھی تم اپنی برگ سے نہ ہٹنا تیسری روایت میں جو
 حضرت نے اون تیر اندازوں کے کہ اگر تیرانی ہو گئے نہ ہٹنا اگر دیکھو کہ تیرے او کو جھگڑا
 یا تنیک کہ ہم او کے لشکر میں داخل ہو گئے تب بھی تیرانی ہو گئے نہ ہٹنا اور اگر
 دیکھو کہ ہم مارے جاتے ہیں اور لوگوں کو بھارتے ہیں تب بھی تم جاری مدد کو نہ آنا

جانب کو نہیں کیا جاتا۔ ہمارے کو ہوتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اصحاب
 موجود نہ ہوتے تھے تو صحابہ کیوں خطابی سلام کرتے تھے اگر کرتے تھے تو بعد وفات
 بھی انکو مایز ہے کہ کہیں جن صحابہ نے ترک خطاب کیا وہ انکا اپنا اجتماع تھا۔ اس پر مایز
 اتفاق نہ ہو چکا کہ آجنگ خطابی سلام ہم لوگ کرتے۔ یہ در یہ سلام سب فرمودہ
 جانب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدس میں ہے جو تیرا رہی اس میں مسعود
 قال ان اللہ ملائکہ سید علی بن ابی طالب عن حق اسلام وایہود وانشائی
 وراہ ارمی وایہی حتی وان حیان و لہا کفری صحیحہا وانی یحکم کلا سنا و

ان یہ جائز نہیں ہے کہ مسلمان یہ عقائد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استقلال
 مایز سلام سے چھینا جسے کہ اللہ کریم ہر جگہ مایز لکھتا ہے اور سب سے بڑے انبیاء
 کے و مستاتہ دیکھنا ہے بلکہ یہ اتفاقاً ذکر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سلام یا حق
 و جبر شہا ہو چکا و کتاب سے
 غرض کہ مراد کئی نہ تھی

کے لئے جانب لشکر روانہ ہوئے کیونکہ ان کو موقع شناسی میں پورا دل تھا
اور طاقت رسول میں سب کے سر اٹھتے رہا جب ہے کہ انھیں کے دیکھا گئی
اور صحابہ نے بھی درہ کو خالی چھوڑا ہوگا مگر اور اس وجہ سے محدثین کو نہ معلوم ہوا کہ حضرت
جبرکہ صحر کے مگر آگے چلے گئے تھے اور انھیں کو گون سے تھے جنھوں نے
راہ فرار اختیار کیا کیونکہ وہ خود دیکھتے ہیں ہم اس طرح پناہ دیا ہو چکا ہے
کہ گویا پہاڑی بڑی تھے۔ اس لئے محدثین کو نہ معلوم ہوا کہ یہ گویا گویا ایک جنگ
شیخ عبدالحق دہلوی کہتے ہیں وہ بھی یہ فرمان رسول خدا کہ ازان جماعت
حصہ درگفت و طبع و پس بچھام و بنوی کہ یہ ایمان دریافت شکست و لشکر اسلام
اختیار فانا لله و اقلیہ راجعون مشکا

اس پر بھی صحابہ پرست مساجد کو یاد دہانہ جانتے ہیں اور ان کے طابع
و اطلاق کو بحث حالانکہ اگر وہ لوگ اس قاضی ہوتے تو خدا اور رسول کیوں نہ
ان کو ہدایت امت کے لئے منتخب کیا۔

ترغیب مبینہ و تیسرے حضرت سے اسباب کوہ آمد پر نزول کیا تو میں لشکر چلا کر
بن لھن آمدی کو مقرر کیا اور مسرورہ ابو عبد بن عبد اللہ غزوہ کی کوہ حضرت
مقدادہ سعد بن ابی وقاص کو قلب لشکر پر اور مقداد بن عمرو کو ساتھ پر اور لشکر
کے تین علم حضرت سے قرار دیئے ایک ہمار بن کا علم وہ تو جاب امیر کو دیا
اور بروایہ مصعب بن عمیر کو دوسرا علم قبیلہ اس کا وہ سید بن حضر کو دیا اور
تیسرا علم خزرج کا وہ سعد بن جہادہ کو مقرر تھا اور بروایہ جاب بن سنان
کو دیا۔

حضرت نے ایک حمزہ راکھی جس پر یہ شعر کندہ تھا: فی الجہنم حامد فی کلاب
مسکرمہ و الدار بالجنین کایفحون المقداد۔ تمام وہی میں عار ہے اور دیری
و بہادری میں بڑے گی ہے اور آدمی ہو بہ نامہ وہی کے قضاے الہی سے نجات
نہیں پاسکے کہ کو قدر تو ہر حال میں جاری ہوگا۔

اور فرمایا کہ میں اسکو لٹا ہے اس شرط پر کہ اس کا حق و اگر کسی سے میری بیعت
سے صحابہ و دو تیسے سے لھم علی قیام یہاں خدا کا جالس و حق فاعل خدا
والنہ یہ شرط خلافت و صاف حق ذلت و رسول اللہ کے بعض خدا حق قیام
ایہ ابو سنانہ و ثار صاحبہ یا رسول اللہ قال انیضاب بہ فی وجہ العلو
حق یعنی قال انما احدثنا بحقیقہ فدفع الیہ ص ۲۲

یعنی حضرت علی نے بھی اس توار کو لیتا ہوا اگر حضرت نے کہا تم مجھ کو بھلا
خبر سے خواہش کیا تو حضرت نے اور حضرت سے مذکور کیا کہ اگر کسی حالت جنگ
آپ کو معلوم ہو کہ آپ کو چھوڑ دینے یا حضرت نے اسے بھی مذکور کیا مالا اگر تین
مترہ و طالب اس سے تب ابو دینا حضرت ہوئے اور چلا اس توار کا حق کیا
ہے فرمایا اس قدر دشمن نہ ہو کر کہ یہ توار دوسری ہو یا وہ تب ابو دینا
کہا میں اسی شرط پر لیتا ہوں حضرت نے اس کو دیا۔ اس کے بعد کئی کتب کا
ساکت ہیں کہ دشمن نے اس موقع پر کیا کیا مالا اگر سب سے زیادہ وہی حضرت
ابو کررہے تھے باہر نکل کر اسے۔ یہاں چھ حکماء انھیں کو گون سے حضرت
کے سر پر ہاتھ با تھا جس سے کہاں درجہ کی مستندی ان کی ظاہر ہے۔

جناب امیر کے اس خواہش کو کہ باہر نکل کر جہاد فرمائے صرف یہ تو
میں لکھا ہے و در مارن البیۃ و غیرہ میں اس کا ذکر نہیں۔ البتہ قرصاحب کا
خواہش کرنا نہایت عجیب ہے کیونکہ ہر شخص اپنے وقت قلب کو خوب
جاننا ہے۔

ابو سنان سے بیان بھی وہی چال اختیار کی کہ کسی بھی جی اشم کا فائدہ
ہو جائے۔ چنانچہ قریش نے انصار سے کہا کہ تم لوگوں سے طلب نہیں ہے
ہمارے جی انعام کو بچوڑ دو۔ وہ ہم سے نیٹ لینے کے انصار اگر لگے و غضب
کا بیان دیکر اسکو نصرت کیا۔ روایت عروج ص ۲۲ ابہ عام راہب
نے ہر اسلام پر شرط لیا۔ حالانکہ یہ عربوں نے بیعت کی تھی رسول اللہ کی

سابق کتابوں سے سنا تھا۔ پہلے پوری سزا پر مسلمان ہوا۔ گریسا بھگت کے
 ہوا کہ جنگ اندھین لڑنے آیا اور مسلمانوں کے طعنے گھبرا کر بھاگ کر ہوا۔
 گریسا بھگت نے اپنے اسی جنگ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک کانرا دھن
 سوار ہو کر لڑنے آیا۔ زخمی ہو چکا کہ اس وقت پر چڑھ گیا۔ اور چلے
 ہوئے گئی۔ آخر تیرے اوٹو گر آیا۔ اور اس کے بعد اس پر حضرت سے فرمایا
 ہرنی کا ایک سواری ہوتا ہے۔ اور میرا ہرنی ہے۔ اور اگر میرا ہرنی
 لڑنے نہ سکتے تو ہر خود اس سے لڑنے کی سیرۃ علیہ۔
 گمراہی سے سرور باروایت ہے کہ قابی تو میری نہیں کہ اگر اس نے
 کیسے نہیں بنایا گیا ہے۔ پھر ایسے کافی گرامی پولوں کا نام ہے ایک معلوم
 ہوا کہ کون تھا۔ حالانکہ سیرت کے ذوالون سے پورے یقین سے کام لیا ہے
 جس سے حقیقی طور پر معلوم ہوا کہ محض خالدان زبیر کے خوش کرستہ کیلئے یہ روایت
 بنائی گئی ہے۔

آغا بھگت غرض مشرکوں کی طرف سے قتل ہونے والے تھے اور ان کے گھر کا مکان
 لشکر تھا۔ اس سے آواز دیا کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جو ہم سے مارا جائے گی
 وہ جہنم میں جاوے گا اور جو ہم سے مارا جائے گا وہ جہنم میں جاوے گا۔ اب یہ یقین کس
 ہوا کہ اس دعویٰ پر یقین ہے وہ ہمارے مخالف اسے قسم لاتے ہیں کہ
 یہ دعویٰ غلط ہے۔ قرین کسی کو اس پر اعتقاد نہیں۔

یہ سکتے ہی جناب امیر صف سے باہر تھے وہ مرتد و دون میں دو دو
 ہوا کہ جناب امیر نے چرنی سے ایک گریسا بھگت کہ اس کا سرٹ کیا ہوا اور
 زمین پر گر چا اس کی عورتیں کئی کئی اند اس کا فرستہ نمودار خدا ورت کی ہر
 آپ کو قسم دیتے ہیں کہ ان سے نہ رہیں۔ جناب امیر نے جھوٹا دیا۔ بعض
 روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے چھائیوں اور مسکا کام نہیں تمام کی تو حضرت
 سترہی عذر پیش کیا جس پر حضرت نے کمر دیا کہ میں اس کو تمام کر دوں گی

تیس فریق

مذہب سیرۃ علیہ کہتے ہیں کہ ایسا بن موقع جناب امیر کو پیش آیا۔ ایک دفعہ نبوی
 دوسری دفعہ میں جن کی سیرت ادا ہو چکی ہو گی۔ تو اس کی ہی عورتیں
 کئی کئی حضرت سے چھوڑ دیا۔ عیسوی و حدیث و عاصی لڑنے آیا تو یہی واقعہ
 پیش آیا۔ اور حضرت نے اس کو بھی چھوڑ دیا۔

یہ اعتقاد رکھنے کی اخلاقی تعلیم ہے کہ ایسے موقع پر ہی حضرت نے اخلاقی تعلیم
 کو چھوڑا کہ ایسے بے بس و بیکس کو جان سے نہ مارا۔ اور اسی شرم و حیا
 سے کام لیا جو مخفی خدا آپ کو لاکھا اس کے بعد ہوا اور عثمان بن ابی طلحہ
 علیہ السلام اور حضرت قرہ سے مارا کہ اٹھا اور شاہ نگینا حضرت قرہ نے
 وقت قتل کیا کہ میں پسراقی بھائی ہوں۔ کیونکہ یہ صفت حضرت عبدالمطلب
 کی ہے۔ یہ دعویٰ کو چاہئے ہے۔

خوش گیارہ عہد لشکر گفار سے لگے جس سے آخر میران کا اور گریسا
 دور وہ اس طرح جاسے کہ سرور پاک کا پوشش رہا۔ غوی الکفار لایملاؤن
 علی حق و منہم یہ دعویٰ باکوب و القی و تعلیم المستبدون حتی
 و جہنم و دوسرا متنبیونہ العسک و یاضنون ما فیہم العتقاد
 یونی کا درجہ بھاگ گئے اور کسی چیز کو دیکھتے ہی سترہ عورتیں آگے لڑا کرتی
 تھیں اور سلطان ان کا تعاقب کرتے جاتے تھے اور بال غیبت و شہرت تھے
 اور قریب تھا کہ پوری رانی رخ ہو جاوے۔

تین امانتوں کا خیال بن تیرا ازون کو حضرت نے دروہ کو درمیں کیا تھا تو
 قالوا انما ینتہ ما قوہم انما ینتہ قد ظہر اصحابکم فانظروا حقاً علیہ
 یون حیا و متنبیہ ما قوالکم رسول اللہ قالوا وانا والله انما ینتہم انما ینتہ
 قلوبہم انما ینتہ و انما ینتہ منہم میں دروہ لایملاؤن
 حضرت نے تین صحابہ کو جان لیت دروہ پر تعقیبات کیا تھا پکارا خروں کیا کہ اسے

یعنی خود حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ ہم سب سے پہلے فرما ہو کہ حاضر خدمت ہوں
 ہوسے حضرت سے ہم لوگوں سے کہا تم لوگ طلحہ کی خبر لو کہ وہ بہت بڑا ہے
 اور ابو عامر کہتے ہیں کہ خود ابو بکر نے کہا جب سب لوگ رسول کے پاس سے
 ہٹا گئے تو سب سے پہلے ہم واپس آئے۔
 اس خبر سے اس کا جواب بھی مل گیا جو شیخ الحدیث نے کہا تھا کہ ابو بکر ہی اپنی
 لوگوں میں سے تھے جو حضرت کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ کیونکہ ان مبارکوں سے
 معلوم ہوا تھا کہ یہی تھے مگر خبریت ہوئی کہ جلدی واپس آئے یہ طلحہ و ابو ہریرہ
 کو لائی گئی۔

راؤد سرفراز جو حیران و پریشان کھڑا تھا تو اس میں حضرت عمر کا نام برس زور
 وغیرہ سے یاد آیا ہے۔ مگر جب انداز سے تاج نہیں من ہے۔

قال انتهى ان بن الخطاب هم ان بن مالهك الى عمر بن الخطاب
 وطلحه بن عبد الله في رجال من المهاجرين وكانوا قد اذعنوا لابيهم
 فقال ما يجبكم قالوا قتل رسول الله قال فما تصنعون بالنبي اذ بعد
 قومه انو قوا على مثل ما مات عليه رسول الله ثم استقبل القوم قتل
 حتى قتل ومن ان بن مالهك قال لقد وجدنا بن مالهك من النضر
 يومئذ سبعين حاصه وقد مشوا به فمأخذ فله لا اخته عن قتله بنينا كذا في
 سيره ابن هشام وفي المتفق من ان بن مالهك ان عمه ان بن النضر
 اخاه عن مده قال خبث من اول قتال قاتله رسول الله ولاق
 اشهد في الله مع النبي صلى الله عليه وسلم ليرون ما فعل فلان يومئذ
 ففهم الناس فقال النضر اني احدثت ما منع هؤلاء يعني المسلمين
 وابرأ اليدهم ما منعهم هؤلاء يعني المشركين فقدم بديقه فلقى سعد
 بن معاذ فقال اين يا سعد اني اجد ارحم الجنة دون احد فقتل فقتل
 فصار حتى عن قتله اشبهه انبياءه وبنو نضر وثلثون من بني

قال

لحمه ورميد بفسهم وفي رواية لما صبح صابغ وقتنا في الناس ان محمد
 قد قتل قال بطر المسلمين ليت لنا رسولاً الى عبد الله اني فياخذ
 لنا ما نمان الى سفيان وبعضهم جلسوا والقوا يا ايديهم وقال الناس
 من المنافقين ان كان هذا قد ارجعوا الى اخوانكم والى دينكم كما كان
 فقال انس بن النضر يا قوم انكاد قتل محمد فان رب محمد في كايوت
 ما تشعرون بالحق بعد رسول الله فقاتلوا على ما قاتل عليه وموتوا
 على ما جاز عليه ثم قال اللهم اني احدثت ما ينقض ما يقول هؤلاء
 يعني المسلمين وابرأ اليدهم ما جازي هؤلاء يعني المنافقين ثم قاتل
 حتى قتل الى اخر ما ذكر

یعنی انس بن النضر کا یہ دیکھا کہ ہوا تو دیکھا عمر بن الخطاب اور طلحہ
 عبد اللہ سب سے مبارک و انصار کے ساتھ با تقدیر اٹھ دے پہلے ہیں جس سے
 معلوم ہوا کہ عمر اور طلحہ اور بہت سے مہاجرین و انصار کی ایک حالت میں تو
 انہوں نے کہا کیوں پہلے ہوئے۔ کہا کہ رسول اللہ تو قتل ہو گئے۔
 انس نے کہا چہرہ تو گت زندہ رہا کہ بعد رسول اللہ کیا کر دے۔ اوٹھو
 اور اسی راہ میں جان دو۔ جس راہ میں رسول اللہ سے جان دی ہے یہ
 کھڑکھارے اور ہوئے اور شہید کئے گئے۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ انس بن نضر شہید ہوئے اس کے بن
 پر شہر رکھے اور انکا مشہ کیا گیا تھا کہ پہچانے نہ جاتے۔ ان کی بہن
 نے صرف ان کے انجمن سے پہچانا تو اس پر روایت ہے کہ یہ انس
 بن نضر مالک بد میں نہیں شریک ہوئے تھے اور کہا کرتے تھے کہ انہیں
 ہم سے ملے ملک میں نہیں شریک ہوئے ورنہ دیکھتے رسول اللہ کہ ہم کیا کرتے
 بن جنگ احد میں جو دیکھا کہ مسلمانوں نے حضرت کو بھڑکانا لیا تو کہتے
 تھے مسلمانوں کے اس حرکت کی ہم معذرت کوئی نہیں اور کھارے

ملک النبیۃ میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کو دین اگر کثری ہوئی کہ کچھ
حال پر معلوم ہو۔ پہلے ابو بکرؓ سے نکالت ہوئی تو پوچھا دل صدیق بیعت نبی
ورودیدہ گردانید فخر وہ ایک آنحضرتؐ میرسد جب حضرت تشریف لائے تو
فاطمہ نے ان سے بھی دریافت کیا کہ شک ازدیدہ و سر زبان گشت و
یا ابن ابی قحطافہؓ اور انگریز آئمہ ۱۹۹۰ء

یہ بھی اسی میں ہے کہ حضرت نے اون عورتوں سے قرآن پڑھایا اللہ
عزوجل و اولاد کن و اولاد کن ص ۱۰۰

غرض جو کہ حضرات اہل سنت شیعوں کے گریہ و بکا و معائب امام حسینؑ پر
اعراض کیا کرتے ہیں۔ اور اداوں کے گریہ و بکا کو ناجائز قرار دیتے ہیں اسلئے
استدلال کیا کہ قطعی طور سے ہے اور ایسی بات اب کہ رسول اللہؐ سے
اپنے بیچا پر روئے کی کر دو کی اور جب عورات انصار نے گریہ و بکا کیا تو حضرت
اون سے غصہ ہوئے۔ اور اوس کے لئے اور اداوں کی اور اوس کے لئے دعا فرمایا
پھر کہو کہ ممکن ہے کہ مصائب اہل بیتؑ پر وہ ناموسی طرح ناجائز ہو سکے
یہ میں مقتدا سے رہا ہے کہ رسولؐ سے اسی سے حضرت جب امام حسینؑ کو اپنے
نور و ستارے۔ اور روز شہادت خواب میں ابنا گریہ و بکا حضرت ام سلمہؓ اور
ابن عباسؓ کو دکھایا۔

ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود حضرت ابو بکرؓ بھی اوسے ہیں اور تمام
صحابہؓ گریہ و بکا کا ہے تو ایسے فعل کو ناجائز یا حرام قرار دینا اور نہیں کا کام ہے
جو اسلام سے بے بہرہ ہیں۔ اسی طرح انہیں میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
عزوجل تعالیٰ علما فہم و تفسیر عقل الیہ و ص ۱۰۰

میں جب مسلمانوں نے اپنے مردوں پر وہ شہادت کیا تو اس سے منافقوں
میں بہت نفرت ہوئی اور دشمنی ہوئی اور جو انہیں جنوں کا روزگار و مشاعرہ کو بھی
منافق و کس فائزہ چھوڑا کہ ان میں سرسبز نہ کیا اس کی قسم میں نہیں کرنا کہ

جو کہ منافق ہیں۔ اور اس سے سنت صحابہؓ نہیں ثابت ہوئی کہ وہ لوگ بھی گریہ
بکا کرتے تھے اپنے مردوں پر تو کیا شہادت امام حسینؑ پر گریہ و بکا کرنا ناجائز ہوگا۔
ان حالت بکا رسول اللہؐ میں تھا ہے کہ آپ استغفر و گے کہ قریب تھا شمس
آجاسے چہا تھا اسی تاریخ میں ہے شمس وقت علی جنازہ و انصاف حق
منشع من البکاء یقول یا احسن یا احسن رسول اللہؐ و اسد اللہ و اسد اللہ
یا احسن یا احسن الخیرات یا احسن یا کاشف الکربات یا احسن یا احسن
من و بعد رسول اللہؐ خال مخطال بکا ۱۰۰

حضرت جناب قرہ کے مثل پر کھڑے ہوئے اور اس قدر و گے کہ قریب تھا
فش آجاسے از دستہ دے تھے اور فرماتے تھے اسے اسے حضور اس عمر رسولؐ
قرہ اللہ و اسد رسولؐ تھے۔ اسے عمر و قرہ فاضل شہادت تھے۔ اسے اسے عمر
کا کف کر بات تھے۔ اسے عمر و قرہ شہادت کو رسول اللہؐ سے دین کرتے تھے
کے کلمات فرماتے تھے۔ یہ ایک روئے رہے۔ پھر کہو کہ ممکن ہے کہ حضرت نوید و بکا
سے کسی کو مس کرین۔

آج انہیں میں ہے کہ علامہ ابن اسحاقؑ کہتے ہیں کہ روز کیشہ روز غم و مصیبت
تھا کہ خدا نے اوس روز میں و منافقین میں خمیر کر دیا کہ جو منافقین و مبین کفر کو
حق رکھتے تھے اور بظاہر اسلام کو ظاہر کرتے تھے اون کا حال فاش ہو گیا اور
اوس روز خدا نے اپنے ذلیل و کرامت شہادت سے فائدہ کیا اسے علامہ ابی
سے خواندہ ہیں۔

۱۰) دشمنین کو اس کا حال معلوم ہوا کہ فداقت رسولؐ کا کیا نتیجہ ہوتا ہوا اور منافقین کا کیا
نتیجہ نکلتا ہے۔ کیونکہ جب تیرا خداؤں نے خلافت حکم رسولؐ اوس گھائی کو چھوڑ دیا
تو نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں کو بدعین ہریت تھی

۱۱) سنت رسولؐ میں ہے کہ ان کو اہل بیتؑ اور انہیں و انہیں و انہیں و انہیں
میں میں نہ سخت ہو کہ کچھ عیشہ اداں کو غلبہ ہو تو انہیں و منافقین میں اوسین و غلبہ ہو

اور مومن و منافقین میں خیر ذرہ ہے گی اور اگر ہمیشہ اذن کو شکست ہو تو ہم مقصود و نیت
 ہے وہ فوت ہو جائیگا۔ اس سے حکمت الہی مقصود ہے کہ غلبہ اور شکست دونوں
 ہوتا ہے کہ صراحتی و کاذب میں خیر ہو چنانچہ منافقین کا اتفاق غفلی تھا اس سے
 یہ سامان کیا گیا کہ منافقین کا اتفاق ظاہر ہو جائے اور مسلمان بھین کفر و ایمان
 دشمن اور کفر و ایمان میں غفلی ہے اس لئے عقد کیا گیا ہے مگر انہیں ممالک کے
 پرکس ہو کر کہ زمین کو گون کا اتفاق اپنی طرح کھل گیا تھا مگر رسول اللہ کو نہ چھوڑ کر
 سب سے فرار کیا اور کہتے تھے کاش کوئی سفیر ہو جاتا جو یوسفیان سے ہمارے پیغام
 مانگتا وہی لوگ بعد رسول غلیظہ بناتے گئے اور اسلام کا سیاہ و سفید انہیں کیا گیا
 (۳۱) انہیں فتح و نصرت کہیں اسلئے ہوتی ہے کہ نفس میں غلبہ و خود مغرور ہونا چاہتے
 جب مسلمان اس نصیبت میں مبتلا ہوتے تو انہوں نے صبر کیا اور منافقین
 نہ جین پرست اور باطلک کہ کدیا کر ڈاکہ ہم اپنے پرانے مذہب پر ورتے ہیں کہ
 وہ اس سے بہتر تھا اگر ہم اپنے حق غم کی مخالفت کریں تو اس سے بہتر ہے
 (۳۲) خدا تعالیٰ نے مومنین کے ساتھ بہت سے شانہ دل و رفیعہ آخرت میں مہیا کیے
 ہیں جہاں تکسچہ چاہتے ہوں۔ اعمال نیک نہیں لکھنا خدا سے اور اس کے اسباب ابتلا
 و محن مہیا کیے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے وہ ان تک رسائی ہو۔
 (۳۳) شہادت جو کہ اعلیٰ مراتب اولیاء سے ہے۔ سب سے خدا نے ان مومنین کو امیر
 فائز کیا کہ رسول اللہ کے سامنے شہید ہوں تاکہ وہ جنت الہی پر گواہ بنیں۔
 (۳۴) چونکہ خدا نے طاقت چاہی کفار و منافقین کی نڈاؤں کو مومنین کے ذریعہ
 سے ہلاک کیا جو درجے اذن کے شرک و خفیانہ کا اس سے تقویٰ مومنین
 نصیب کی اور کافروں کو ہلاک و ہرباد کیا۔ ان آیتیں کہتے ہیں کہ اس قصہ احد
 میں نشانہ آیہ نازل ہوا۔ سورہ آل عمران میں اور عبد الرحمن بن عوف کہتے
 ہیں کہ ایک سو مہینے آئے۔ اس بار میں نازل ہوا اور انہیں بتایا کہ تم
 ختم ہوا۔ اعدائے لوہیت اور شانہ میں سے متنازعہ مگر

افس اس پر غور و فکر کرنے والے بہت کم ہیں ایک سو مہینے آئے نازل کر کے پہلی
 منافقین نے اپنا کام کر ہی لیا اور مومنین خائفین دنیاوی طاقت سے محروم ہی رہے
 طاقت استقامت کفار اس خود مدینہ حضرت ہزار بار تو مسلمانوں کے ساتھ
 برآمد ہوئے۔ حسین سو آدمی ذرہ پرش سے۔ سعد بن عباد و سعد بن جہاد و ذرہ ہجر
 آئے آگے جاتے تھے پھر روئے لشکر عبد اللہ بن ابی سلول جو منافق کہا
 جاتا ہے۔ اسے تین سو ہزار یوں کے ساتھ اس لشکر کے علیحدہ ہو گیا کہ
 اس سے زراعت دیا تھا کہ مدینہ میں رہ کر جہاد فرمائے۔ اور حضرت کی بی بی
 راستہ تھی مگر جانگے واسے صحابہ نے مجبور کیا کہ حضرت باہر نکلیں چنانچہ پہلے
 مذکور ہو چکا کہ ابو بکر۔ عہدے حضرت کے فرق مبارک پر عامہ بھی باز ہوا مگر کسی
 روایت سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وقت روانگی اذن سے کون سی خدمت تعلق
 تھی۔
 حضرت جب قریب کوہ احد پہنچے تو تین سو آدمیوں کا مجمع دیکھا حضرت نے
 پوچھا تو کہا گیا کہ یہ لوگ عبد اللہ بن ابی کے عیال ہوتے ہیں۔ حضرت نے
 فرمایا کہ مستغفر و یاہل الشراف علی اہل الشراف یعنی کافروں نے
 کافروں پر مدد دینا چاہا وہ سب واپس کر دیے گئے میر ۳۳۸ مارن البیۃ۔
 حضرت نے یہ ایک اصل مومنین فرمایا تھا کہ کافروں سے مدد نہ لو۔ اسلئے
 جب ابن عباس و غیرہ نے جناب امیر کو اسلئے داکہ معاویہ کو ابھی بھال سکے
 حضرت نے فرمایا۔ ماکنت اتخذ المصلین عضدا کہ ہم مگر انہوں کو اپنا
 دواکار نہیں بنا سکتے۔
 اگر خلیفہ اول و دوم نے خلافت ہاتے ہی اسکی مخالفت شروع کر دی اور
 ہمسایان کو اور اہل کفر و یثون یزید معاویہ کو سپہ سالار بنا کر لشکر و کھنڈ
 وار کیا۔ اوسوقت سے نبی امید کی مخالفت امور اسلام میں شریک اہل اور جو
 اہل ایمان اور مومن نے کہیں اس سے دنیا باغیر ہے۔

اگر کہیں کہ ایسے مسلمان ہوں جو بچاؤ و تحقیق میں اپنی سنت سے نکلتے
 کر دیا ہے کہ اگرچہ یہ ظاہر مسلمان ہوتے مگر دل میں کافر بنی۔ یہاں
 اسے کہ فرمسلمان نما کی شرکت ضرور کسی خاص غرض پر مبنی تھی کہ خدا تعالیٰ
 سے انتقام لینے والا ان سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ وحیوں سے اس
 غرض کو جس غرض سے ادا کیا کر لیا ہے علی۔ مدینہ منورہ۔ کہ مظلوم اس پر گواہی
 جو نما کی کتب تو انجین مذکور ہے۔ غرض ہمارا مطلب اس تحریر سے مراد ہے
 قد ہے کہ اس اسلام و مکین مسلمانوں کی طرف سے نہ کر اور کتب سے شریعت ہو چکی
 اور لوگوں کو چھوڑ کر عبادت میں سپردی ہو دی کو باعث تفریق قرار دینا اس وجہ
 کی تخلصاتی ہے۔ اور اس پر نہیں غور کیا جاتا کہ اسے تسلیم سے صحابہ و تابعین پر
 کس قدر لازم آتا ہے کہ وہ حق و حجت رسول میں رہے اور ایک اور اسے
 یہودی کے ہکاتے میں آسکے۔

جو شخص حضرت عمرؓ سے علیہ السلام میں ہے کہ جب حضرت دارودینہؓ سے تو انھیں
 اور یہود سے شامت شروع کی اور کہنے لگے کہ محمدؐ طالب ملک و ریاست ہے کیا
 ایسی مصیبت تو ادا کسی پر نہیں پڑی کہ حضرت خود بھی زخمی ہوئے اور اصحاب بھی
 ان کے قتل ہوئے اور اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو نہ قتل ہوتے۔
 اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت سے اجازت لی کہ اگر فرمائیے تو ب کو قتل کر ڈالیں
 تو حضرت نے فرمایا کہ وہ لوگ شہادت ادا کا الہ الا اللہ کا قرار نہیں کرتے
 اور اس کا کہ ہم رسول خدا میں عمرؓ نے کہا یہ سب تلوار کے خون سے کہتے ہیں اور
 اب ان کا راز فاش ہو گیا۔ تو حضرت نے فرمایا ہم اسے لوگوں کے قتل نہ
 منہ کے گئے ہیں مراد ہے

مگر قریب ہے کہ حضرت عمرؓ نے اصل جنگ کے وقت ہر کافر دانی کی تھی کہ
 نہ کوئی بیکر یا نہ پڑے گئے تھے اور لوگوں سے کہا کہ اگر حضرت کے قتل نہ
 کئے جاتے۔ اور ان پر کوئی جوش نہ ظاہر کیا اور خود ب کے سردار سے رہے

اور یہ کہ حضرت مدینہ میں آئے تو یہ جو شخص دکھاتے ہیں کہ شمس کے بعد
 کچھ کام کے ہوتے تو ایک بات تھی کہ انھیں شرف ہے کہ وہ ان یہ کہنا چاہتے
 تھے کہ یہ لوگ تو اب اس سے پاس سے ان میں زیادہ و برم ہے یا یہ کہنا کہ اگر حضرت نبی
 ہوتے تو اس جاتل نہ ہوتے۔ کیونکہ یہی سترہ عمرہ و وفات رسولؐ ہی رہا ہے اگرچہ
 غلط تھی۔

قتل حواہ بن مہرہ۔ اگرچہ اس واقعہ جنگ و حد میں مسلمانوں کو بوجہ نافرمانی
 صحابہ کے رسولؐ نے شریعت پر مبنی تھی مگر اس کا نتیجہ ہوا۔ اس کے بعد غزوہ
 حواہ اس کی تیاری اپنے ہی تھی کہ یہ واقعہ پیش آیا کہ معاویہ بن مہرہ گرفتار ہو کر
 قتل کیا گیا۔ اس کی تفصیل تاریخ نہیں میں تو اس قدر ہے کہ معاویہ
 بن المہرہ کا ستاس لہ عثمان بن عفان رسول اللہ فامند علی
 بن ابی وجہ بعد ثلاث قتل فاقام بعد ثلاث و تلوای فیبعث
 قتی زید بن حارثہ و عمار بن یاسر و قال انکما سجد اللہ عیوض

کہا کہ ادا خود ادا قتل و حد میں ہے۔
 کہ معاویہ بن مہرہ کے سے عثمان سے حضرت سے ان آگئی حضرت سے
 ان کو کہ فرمایا۔ اگر میں روئے بعد میں یہ مدینہ میں رہے تو قتل کیا جائیگا اگر وہ
 ملوں اس پر بھی مدینہ سے نہ گیا تو حضرت سے زید بن حارثہ اور عمار کو حکم دیا کہ
 وہ ان مقام میں ہوگا وہ ان جا کر قتل کرو چنانچہ ویسا ہی ہوا اگر علی بن ابی طالب
 علی شافعی نے تفصیل سے اس واقعہ کو اپنے ثانی مشورہ پر یہ مدینہ میں کہا کہ
 چنانچہ کہتے ہیں۔

اس کا نام معاویہ بن مہرہ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھا۔ اس
 ملعون سے حضرت عمرؓ کا مٹا دیا تھا کہ لنگ کان ذکر لانا تھا۔ جنگ مدینہ
 فرار کر گیا تھا اور قریب مدینہ ہی جا کر با صبح کو حضرت عثمانؓ کے گھر میں داخل
 ہو کر نہشتے ہوئے ماضی خدمت رسولؐ سے زید بن عثمانؓ حضرت ام مثنوم سے کہا

عثمان کو بلا بھیجے کہ ہم نے اون سے اونٹ لیا تھا۔ اوس کی قیمت باقی تھی او اکرے
 آئے ہیں اگر اس وقت وہ آئیے تو ہم پہلے جائیں گے۔ عثمان جب آئے تو کہا
 کہ میں یہاں آئے ہوں ہم کو بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہوئے۔
 مطلب ہے کہ تم کہیں نہ پہلے گئے معاویہ نے کہا چونکہ تم سے بڑے کر ہمارا
 کوئی قرابت مند تھا اس لئے آئے ہیں کہ تم ہمارے لئے رسول اللہ سے امان
 عثمان نے اوس کو اپنے گھر میں چھپا کر رکھا اور گھر سے نکلے کہ حضرت سے پناہ
 حاصل کریں جب وہاں پہنچے تو سنا کہ حضرت فرما رہے ہیں دیکھو معاویہ
 بن مغیرہ مدینہ میں ہے اوس کو تلاش کرو۔ صحابہ نے بانو ابی کحادہ عثمان
 کے گھر سے باہر نہ ہوگا۔

جب صحابہ داخل منزل عثمان ہوئے تو حضرت ام کلثوم نے اشارہ کیا کہ فلا
 مقام پر وہ چھپا ہوا ہے فاستقر جو من تحت سمازہ لہو یہ ایک چٹائی کے
 نیچے چھپا تھا کہ رسول اللہ کے پاس لیگے تو عثمان نے اوس کو دیکھ کر کہا تم بھڑا
 ہم اسی لئے آئے تھے کہ اوس کے لئے امان چاہیں۔ یا حضرت اسکو ہمیں بخند کیجئے
 حضرت نے تین روز کی مہلت دی۔ اور فرمایا اگر تین روز بعد یہ مدینہ میں رہیگا
 تو قتل کیا جائیگا۔ عثمان نے اس کے لئے سب سامان کر دیا۔ اونٹ وغیرہ خریدا
 کہ یہ چلا جائے حضرت کو اس کے بعد غزوہ حمرار الاسد پیش ہوا وہاں تشریف
 لیگے ہوئے روز آپ نے حکم دیا کہ ابھی تک معاویہ بن مغیرہ مدینہ میں موجود ہے
 میں مینیں وہ راہ گم کر گیا ہے اوس کو جا کر گرفتار کرو۔ فلان مقام پر ہوگا حضرت
 عمار اور زید بن حارثہ نے ہمارا اوس کو اسی جگہ پایا۔ حضرت زید نے اوس پر
 تلوار ماری۔ اور تلوار نے اوس کو داخل بچھم کیا اور دونوں نے اگر حضرت کو
 اس کی خبر دی اور کہا کہ وہ مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ملا۔
 اس کی صرف ایک جوتی تھی جس کا نام ام عائشہ تھا اور وہ ان پر عبد اللہ
 بن مروان کی صفحہ ۲۵۲ میرۃ علیہ۔